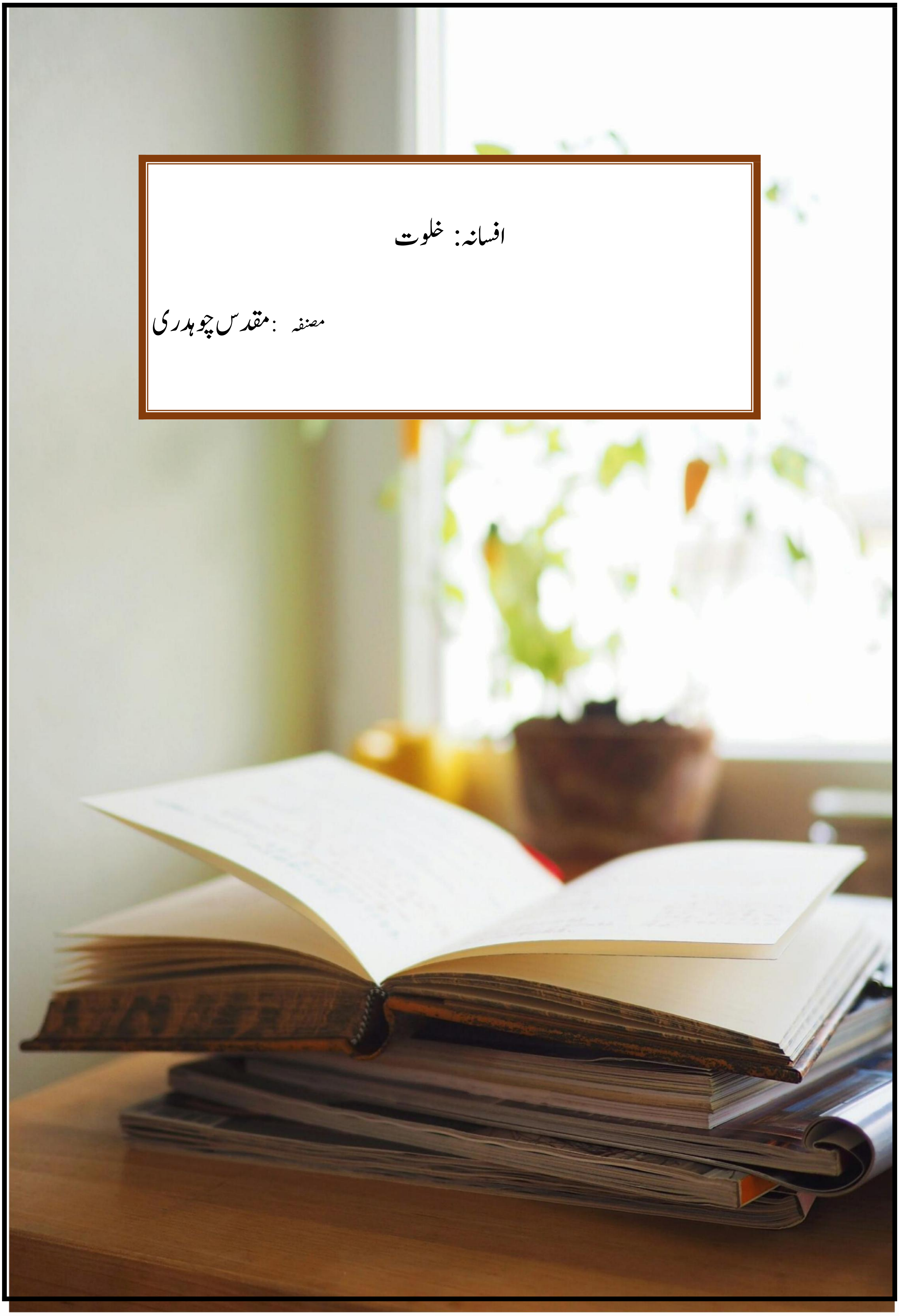

افسانہ: خلوت

مصنفہ :مقدس چوہدری

اردوناولزبلاگز

اردوناولزبلاگز کی طرف سے پیشکش

ناول "اردوناولزبلاگز" کی ویب سائٹ کا حصہ ہے اور قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش کیا گیا ہے ہماری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے
آپ کو اعلی معیار اور اردو ادب فراہم کیا جائے۔
براہ کرم اس pdf کو صرف ذاتی مطالعے کے لیے استعمال کریں اس کے بغیر اجازت تقسیم، کاپی یا کسی اور پلیٹ فارم پر
اپلوڈ کرنا سختی سے منع ہے۔
اگر آپ ہمارے ساتھ اپنی تحریریں شیئر کرنا چاہتے ہیں یا کوئی تجاویز دینا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔:

ویب سائٹ: urdunovels.blog
ای میل: urdunovelsblogs@gmail.com
انسٹا گرام: @urdu_novels.blog
فیس بک: fb.com/urdunovelsblogs

آپ کی رائے ہمارے لیے اہم ہے!

خلوت

مصنفہ: مقدس چوہدری

پیشِ لفظ:

خلوت میں کیے گے گناہ پوشیدہ تو رہتے ہیں، مگر ان کا خمیازہ دنیا اور آخرت میں بھگتنا پڑتا ہے۔

یہ میرا پہلا افسانہ ہے۔ اس کی تخلیق کا خیال اُس وقت دل میں اُبھرا جب میں نکاح کے موضوع پر تحقیق میں مصروف تھی۔ اپنے محترم اساتذہ کرام کی رہنمائی کے لیے دل سے شکر گزار ہوں، اور اپنی عزیز دوست مریم کی بھی، جس نے محنت سے پروف ریڈنگ کر کے اسے قارئین کے لیے قابلِ مطالعہ بنایا۔

یہ افسانہ اُس خاموش کٹہرے کی کہانی ہے جہاں انسان تنہائی میں اپنے نفس کے ساتھ دو بدو ہوتا ہے۔ خلوت کی سیاہی میں کیے گئے گناہ اکثر دنیا کی روشنیوں میں چھپ جاتے ہیں، لیکن ضمیر اور خدا کی نگاہ سے کبھی پوشیدہ نہیں رہتے۔ یہ تحریر اُن لمحوں کا عکس ہے جب انسان اپنے ہی کیے کا خمیازہ اپنے دل پر ڈھوتا ہے اور یہی تنہائی اس کے لیے سب سے بڑی سزا بن جاتی ہے۔

انتساب

اس ذات کے نام، جس نے قلم کو لفظ عطا کیے، جس کے کرم سے خیال کو لفظوں میں ڈھلنے کی توفیق ملی، اور اُن مہربان ہستیوں کے نام، جن کی دعاؤں اور رہنمائی نے مجھے یہ قدم بڑھانے کی ہمت بخشی۔

حیاء کے چراغ جلا لے دل میں،
یہی روشنی ہے اندھیرے پل میں

نظر کو جھکا، یہ عبادت بھی ہے،
نہ الجھ اپنی خواہشوں کے جال میں

جو بے راہ چلے، وہ گِر جائے گا،
محبت نہیں ہے گناہ کے پل میں

لبوں پر فسانے جو عریاں ہوں،
وہ لفظ نہیں، ہیں زہر کے پھل میں

زمانہ اگر بے حیا ہو چلا،
تو خود کو بچا تُو عمل کے ڈھال میں

یہ فیشن، یہ بول، یہ آزادی؟
کہاں ہے خدا تیرے ہر خیال میں؟

اُٹھا قرآں، دل کو زندہ کر،
نجات ہے صرف اُسی کی لَوح و قلم میں

دن ڈھل رہا تھا اور اس کے بعد رات کی تاریکی تھی بالکل اسی طرح جیسے زندگی ڈھل رہی ہے اور اس کے بعد قبر کا اندھیرا ہوگا۔ اگر اسی ڈھلتے دن میں، اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں جھانکیں جس کی بند کھڑکی کے آگے گرے پردے دن کے اُجالے کو اندر آنے سے روک رہے تھے اور اس کمرے میں روشنی کا واحد ذریعہ موبائل

فون کی روشن ہوتی سکرین تھی۔ کمرے میں پھیلتی روشنی وقت کے ساتھ ساتھ اپنے رنگ بدل رہی تھی جیسے انسان اپنے رنگ بدلتا ہے اور روشنی کبھی مدہم ہو رہی تھی اور کبھی تیز، بالکل ویسے جیسے انسان کا رشتہ اللہ سے آڑ ترچھا لیٹا وجود، اس کے اطراف کبھی کمزور ہوتا اور کبھی مضبوط۔ اسی روشنی میں کمرے کا جائزہ لیں تو بیڈ پر میں بکھری کتب اور ساتھ رکھا پانی کا خالی گلاس مل کر نامکمل کہانی کی داستان سنا رہے تھے۔

موبائل کی سکرین پر نظریں گاڑھیں تو شاید کوئی سیریز چل رہی تھی اور آواز اتنی کم کہ صرف پاس والا ہی سن سکے۔ بند کمرے کو کسی نے باہر سے کھولنے کی کوشش کی مگر نہیں کھل سکا شاید وہ لاکڈ تھا تبھی کسی نے دستک دی۔

کمرے سے لڑکی نے آواز لگائی۔ "!جی"

"بیٹا! اٹھ کر نماز پڑھ لو۔ عصر کا وقت ہو گیا ہے۔"

باہر سے نصیحت کرنے والی بھی عورت تھی۔

"آرہی ہوں۔ تھوڑا سا کام رہ گیا۔"

باہر موجود عورت کو جواب دیا گیا۔

کیا مصیبت ہے بندہ سکون سے رومانس بھی نہیں دیکھ سکتا۔ میں نے کونسا جھوٹ بولا؟ رومانوی مووی دیکھنا" "بھی بہت بڑا کام ہوتا ہے۔

پہلے غصّے سے ہمکلامی کی گئی اور بعد میں خود کو جستفائی کیا گیا۔

وہ مووی دیکھنے میں اتنی مگن تھی کہ وقت کا پتا ہی نہ چلا اور دروازے پر دوسری بار دستک دی گئی۔

"!مشعل"

شاید یہ اس کا نام تھا۔

"اٹھ گئی ہوں۔"

مشعل نے جواباً کہا۔

ہو چکے تھے۔ 6:30 اس نے وقت دیکھا تو

"پتا ہی نہیں چلتا۔ مشی بھاگ اب۔ یا میرے خدایا! ہر روز اتنا وقت ہو جاتا اور"

لاکڈ کمرے کے لاک کو کھولتے ساتھ ہی اس نے سوائچ بورڈ پر ہاتھ مار وہ ہڑبڑا کر اٹھی، اور پاؤں میں جوتا پہنا اور کر لائٹ اون کی۔ کمرے کے روشن ہوتے ہی اس کا حلیہ واضع ہوا۔ بکھرے بالوں کا جوُڑا بنا کر انھیں کیچر میں مقید کر رکھا تھا، سیاہ چمکتی آنکھیں، گندمی رنگت پر گلابی ہونٹ، کانوں میں سونے کی چھوٹی چھوٹی بالیاں، گھٹنوں تک آتی نیوی بیلو رنگ کی قمیض اور ہم رنگ کندھے پر جُھلتا ڈوپٹہ اور سفید پجامہ پہنے، وہ بکھرے حلیہ واش روم کی میں بھی پیاری لگ رہی تھی اور اس کی عمر لگ بھگ 18 سال تھی۔ اس نے کمرے میں موجود سمیت دوڑ لگائی تاکہ نماز قضا نہ ہو جائے، مگر دل میں بلاناغہ کہے جانے والی بات جاری تھی:

اللہ جی! سوری، سوری، سوری آج پھر لیٹ ہو گئی۔ پتا ہی نہیں چلا کب اتنا وقت ہوگیا۔ کل پکا ایسا نہیں ہوگا۔"

لیکن اب عادت پختہ ہو چکی تھی۔

اس نے عجلت میں نماز ادا کی۔ ابھی مغرب کی اذان میں 10 منٹ باقی تھے۔ اس نے سوچا بقیہ مووی بھی دیکھ لے۔ چناچہ وہ موبائل لے کر بیٹھ گئی۔ اس نے مووی مکمل دیکھی اور مغرب کی نماز ادا کرنے لگی۔ نماز کے بعد وہ کیچن میں جا کر بظاہر اپنی بہن کے ساتھ رات کے کھانے کی تیاری میں مصروف تھی مگر حقیقتاً اس کا ذہن منتشر ہو رہا تھا۔ کبھی اس مووی سے جو اس نے ابھی دیکھی اور کبھی اس ناول کی وجہ سے جو اس نے ڈانلوڈ کر رکھا تھا۔

"مشی! آپ کو پتا آج سکول میں کیا ہوا؟"

قریب کھڑی لڑکی، جس نے بالوں کو چٹیاں میں باندھے، سر پر ہلکے جامنی رنگ کا ڈوپٹہ لیے، براؤن آنکھیں، گندمی رنگت، گلابی ہونٹ، اور جامنی آل اوور سوٹ پہنے، شیلف پر رکھی ہوئی ٹرے میں کھانے کے لیے برتن نکال رہی تھی، اور شکل سے وہ 15 سال کی معلوم ہوتی تھی، نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"کہ میں تمہارے ساتھ تمہارے سکول گئی تھی جو مجھے پتا ہو۔ !میرا نہیں خیال آئرہ میڈم"

مشعل جو کیچن میں کھڑی روٹی بنا رہی تھی، نے اکتائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

عجیب بڑی بہن ہو ہر وقت غصّہ ہوتی رہتی ہو۔ امی کہتیں ہیں بڑی بہن ہے عزت سے پیش آیا کرو لیکن تم " اس قابل ہی نہیں۔ تم چوبیس گھنٹے ناراض ناراض سی رہتی ہو، جیسے دنیا کی ساری ناراضگی تمہارے حصّے آ گئی "ہو۔ ایسا کیا ہوا جو تمہیں بدل رہا ہے۔

آئرہ نے اس کے لہجے کی وجہ دریافت کرنا چاہی۔

"تم اپنے کام سے کام رکھو۔"

مشعل اسے غصّے سے جواب دیتی اپنے کام میں مگن ہوگئی اور آئرہ کھانا لگانے چلی گئی۔

پتا نہیں کب کوئی سعیر عالم یا یارم کاظمی جیسا آئے !شکر ہے اس گھر کے مصیبت کام ختم ہوئے۔ ہائے" گا جو مجھے اس گھر سے لے کر جائے گا۔ کتنا مزہ آئے گا وہ مجھے کوئی کام بھی نہ کرنے دے اور پیار بھی کرے گا، وہ بھی مجھے کہا کرے گا: میرا بچہ کسی کام کو ہاتھ نہیں لگانا۔ نوکر ہیں۔ تم صرف میرا خیال رکھا "اُف !کتنا مزہ آئے گا۔ پتا نہیں میرا رومنٹک ہیرو کہاں رہ گیا؟ کرو۔

اس کا کام ختم کرکے وہ بے صبری سے کمرے میں داخل ہوئی اور مدھم آواز میں ہم کلامی کرتے ہوئے پہلے لہجہ بیزار تھا، پھر خوشی سے بھر گیا اور آخر میں اداسی میں ڈوب گیا۔ بلاتاخیر اس نے موبائل اٹھایا اور آن لاک کرکے اس نے ناول کھولا۔ ایک نظر اس نے بہن کو دیکھا جو اپنے بستر پر کتابیں پھیلائے پڑھنے میں مشغول تھی۔

"سونا نہیں ہے۔ تم نے"

مشعل نے آئرہ کو دیکھتے پوچھا۔

"نہیں ابھی پڑھ رہی ہوں۔ تم نے سونا ہے تو میں لائٹ بند کر کے باہر چلی جاتی ہوں۔"

مصروف سی آئرہ نے جواب دیا۔

"میں بھی پڑھنے لگی ہوں۔"

منہ بسورتے ہوئے جواب دیا اور موبائل میں ناول کھولتے، منہ پر کمفرٹ لیتی وہ سنگل بیڈ پر دراز ہو گئی۔ سکرین پر نظریں مزکور کیے وہ ناول پڑھتی مسکرا رہی تھی۔ اس کے چہرے کے زوایے سین کے مطابق بدل رہے تھے، وہ کبھی مسکرا دیتی، تو کبھی رو دیتی اور کبھی اس کے چہرے پر تجسس کے اثرات ہوتے اور کبھی دکھ کے۔ کالی آنکھیں نیند کے باعث بند ہو رہی تھیں مگر وہ نیند کو شکست دیتی ناول پڑھنے میں مگن تھی۔

اس نے ناول مکمل کر کے وقت دیکھا تو صبح کے 4 بج رہے تھے۔

اُف! اتنا ٹائم ہوگیا۔ پوری رات میں صرف 3000 صفحات کا ناول مکمل ہوا۔ کل ٹیسٹ بھی ہے۔ کیا " پڑھنے کے ارادے میں رکھتی نہیں اور سونے کا وقت رہا نہیں۔ ابھی پانچ بجے امی اٹھا دیں گیں۔ کروں اب؟ "چلو گانے سن لیتی ہوں۔

وہ دل ہی دل میں کہتی یوٹیوب کھول کر انڈین سونگ سننے لگی۔

ہر سو اذانِ فجر بلند تھی مگر وہ لاپرواہ بنی موبائل میں مگن رہی۔ جب اس کی امی ان دونوں بہنوں کو جگانے کے لیے آئیں تو وہ موبائل آف کر کے سوتی بنی۔ نماز کے لیے اٹھی اور ایک نظر خود کو شیشے میں دیکھا، آنکھوں کی سرخی رات جاگنے کی گواہی دے رہی تھی۔ وہ واش روم گئی اور وضو کر کے نماز کی نیت باندھی۔ اس کی نماز میں سکون نہ تھا۔ دل و دماغ میں جو دیکھا اور پڑھا وہ گردش کر رہا تھا مگر زبان پر نماز کے کلمات تھے۔ اس کے

urdunovelsblog

سر میں رات بھر جاگنے کی وجہ سے شدت کا درد تھا، سو وہ آرام کی غرض سے لیٹ گئی۔ قرآن پاک پڑھنا وہ کب سے چھوڑ چکی تھی۔

"مشی! پھر سو گئی؟ اٹھ کر کام کر لو ورنہ تمہیں کالج سے دیر ہو جائے گی۔"

امی نے آکر تھوڑے غصّے سے حکم دیا۔ وہ نماز فجر کے بعد سونے کو معیوب سمجھتی تھیں کیونکہ حدیث مبارکہ میں بھی نہ سونے کی تلقین کی گئی ہے۔

"اٹھ گئی ہوں۔"

وہ بیزار لہجے میں جواب دیتی کمرے سے باہر نکل گئی تاکہ وہ گھر کی صفائی کر سکے۔

صبح کے وقت ڈائننگ ٹیبل پر سب اکٹھے بیٹھے تھے۔ امی کچن سے پراٹھے اور انڈے لے کر آ رہی تھیں، ابو اخبار کے صفحات پلٹ رہے تھے دونوں بہنیں اور چھوٹا بھائی ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔

مشعل آہستہ آہستہ کمرے سے باہر نکلی۔ آنکھوں میں نیند کی سرخی اور چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی، جیسے سب نارمل ہو۔

"مشعل! تم پھر رات دیر تک جاگتی رہیں؟ ذرا اپنی آنکھیں دیکھو۔۔۔"

امی نے اسے دیکھتے ہی فوراً ٹوکا۔

"امی! کالج میں ٹیسٹ چل رہے، بس وہی یاد کرتی رہی۔"

مشعل نے جلدی سے بہانہ گھڑا۔

بیٹا! پڑھائی کرو مگر صحت کا بھی خیال رکھو۔ ایسی پڑھائی کا کیا فائدہ جو تمہیں بیمار کر دے؟ اللہ تعالیٰ نے رات "
"سونے کے لیے بنائی ہے تاکہ انسان دن بھر کی تھکاوٹ دور کر سکے۔ رات کچھ گھنٹے لازمی سویا کرو۔

:ابو نے اخبار سے نظریں ہٹائیں اور سنجیدہ لہجے میں بولے

"جی بابا! میں کوشش کرتی ہوں مگر وقت کا پتا نہیں چلتا۔"

مشعل نے معصومانہ انداز میں جواب دیا۔

"اگر تمہیں زیادہ سلیبس ٹیسٹ میں ملتا ہے تو میں پرنسپل سے بات کروں۔"

انھوں نے مشعل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں بابا! سلیبس زیادہ نہیں، میں تھوڑا زیادہ پڑھتی ہوں تاکہ اچھے سے یاد ہو جائے۔ ویسے تو کالج میں بھی یاد " "کرنے کےلیے وقت دیا جاتا ہے۔

مشعل نے منع کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو اچھی بات ہے۔ پھر تم اپنی نیند پوری کیا کرو۔"

مشعل کی والدہ کلثوم بیگم نے باپ بیٹی کی گفتگو میں پہلی بار حصّہ لیتے ہوئے تلقین کی۔

مشعل خاموش ہو گئی، ناشتہ کی پلیٹ میں چمچ گھماتی رہی۔ دل ہی دل میں جھنجھلاہٹ محسوس ہوئی مگر ظاہر میں بے پروائی کا تاثر دینے لگی۔

ناشتہ ختم کر کے وہ تیزی سے اپنے کمرے میں واپس آ گئی۔ دروازہ بند کرتے ہی اس نے آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے داد دیتے اسٹائل میں کہا:

"واہ مشعل واہ! تم نے بات سنبھال لی۔"

مشعل سلجھی ہوئی، خوش طبعی، مہذب اور ذہین لڑکی تھی مگر نجانے کیوں وہ اب تلخ ہوتی جا رہی تھی۔ اکثر وہ اپنا محاسبہ کرتی تو اسے محسوس ہوتا کہ سارا دن کام میں مشغول رہنے کے باعث وہ تھکن کا شکار ہو جاتی ہے اور امی سے بھی بلاوجہ ڈانٹ پڑتی ہے، اِس وجہ سے وہ ڈپریشن کی مریضہ بن رہی ہے۔ اُس کی زندگی میں ایک خلا بن رہا ہے اور وہ محبت کا خلا ہے جسے ایک بہترین ہمسفر ہی پورا کر سکتا ہے۔

وقت کا کام تو گزرنا ہے سو وہ گزرتا گیا۔ کالج سے فارغ ہو کر مشعل نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا، اِس کے علاؤہ مشعل کی عادات اس قدر پختہ ہو چکی تھیں کہ بسا اوقات نماز قضا ہو جاتی مگر وہ غافل رہتی۔ اگر کوئی سامنے ہوتا تو وہ نماز ترک نہ کرتی۔ چڑچڑے پن کے ساتھ وہ بد مزاج بھی ہو رہی تھی۔اس کا زیادہ وقت اب موبائل پر صَرف ہونے لگا۔ دل کرتا تو کام کرلیتی، اگر نہ کرتا تو موبائل لے کر کمرے میں بند ہو جاتی۔اب اس کی عادات کچھ یوں تھیں کہ صبح تاخیر سے اٹھنا، یونیورسٹی جانا اور آکر کمرے میں بند ہو جانا اور دل مردگی سے رات کا کھانا تیار کرنا۔

آج بھی وہ کام ختم کر کے کمرے میں داخل ہوئی اور خوش دلی سے موبائل اٹھایا اور کھڑے کھڑے اس نے واٹس ایپ دیکھی کہی کسی کا میسج تو نہیں آیا۔ لیکن واٹس ایپ دیکھ کر اس کی خوشی جھاگ کی طرح بیٹھ گئی کہ کسی کے میسج آنے کی امید تھی۔ وہ بیڈ پر بیٹھ گئی اور ناول پڑھنے اور چہرہ افسردہ ہو گیا، یوں محسوس ہو رہا تھا ٹون بجی۔ اس وقفے وقفے سے وہ وقت دیکھنا نہ بھولتی تھی، گویا کسی کا انتظار ہو۔ اس کے موبائل پر لگی مگر نے ناول چھوڑ کر واٹس ایپ کھولی اور اوپر ہی بسام کے نام سے میسج جگمگا رہا تھا۔

"!ہیلو جان"

میسج پڑھتے ہی اس سے چہرے کو دلفریب مسکراہٹ نے چھوا۔ اس نے فوراً ٹائپ کیا۔

"!جی جان"

"کیسے ہیں آپ؟"

کسی کا انتظار تو ختم ہو گیا تھا مگر اب جواب کا انتظار تھا۔ جواب تاخیر سے ملنا تھا، سو وہ ناول پڑھنے لگی مگر حالت مضطرب تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ میری جان کیسی ہے؟"

پیار بھرے لہجے میں حال دریافت کیا گیا۔

"میں سارا دن آپ کا انتظار کرتی ہوں اور آپ اس وقت بھی لیٹ ریپلائے کرتے ہیں۔"

حال بتانے کی جگہ شکایت کی گئی۔

"بس دس منٹ پھر میں ادھر ہی ہوں، تمہارے پاس کہی نہیں جاؤں گا۔"

ناراضگی دور کرنے کا طریقہ اچھا تھا۔

"ٹھیک ہے میں انتظار کر رہی ہوں۔"

اس نے ٹائپ کیا اور موبائل سینے پر رکھ کر اس نے سوچا۔

"جہاں پورا دن انتظار کیا وہاں دس منٹ اور سہی۔ اتنی دیر میں ناول پڑھ لیتی ہوں۔"

دس منٹ تھے کہ ختم نہیں ہو رہے تھے۔ اس نے وقت دیکھا تو آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا۔ اس نے بے چینی سے میسج کیا۔

"!ہیلو"

" میں تمہیں ہی میسج کرنے والا تھا۔ بس ابو نے کام کہہ دیا تھا، وہ کرنے لگ گیا تھا۔ پتا نہیں ہمارے والدین کو ہم سے کیا دشمنی ہے، سکون کا سانس بھی نہیں لینے دیتے۔"

وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال رہا تھا۔

"اچھا چھوڑیں! انھیں عادت ہے۔ ہم کیوں اپنی زندگی خراب کریں۔"

مشعل نے حوصلہ دیا۔

" صحیح کہہ رہی ہو۔ چھوڑو ان کو۔ تم بتاؤ کھانا کھا لیا؟"

بسام نے بات کو آگے بڑھایا۔

"!نہیں"

ایک لفظی جواب دیا گیا۔

"کیوں؟"

فکر ظاہر کی گئی۔

"میرا دل نہیں تھا۔"

وجہ بتائی گئی۔

"کیا ہوا؟ میرے بے بی کو کس نے ڈانٹا؟"

محبت بھرے لہجے میں بسام نے دریافت کیا۔

"پانی کی بوتل بھر کر نہیں رکھی تھی۔ اس پر بھی امی کو مسئلہ ہو گیا۔"

اس نے ساتھ رونے والی ایموجیز بھیجتے ہوئے ٹائپ کیا۔

اوہ! غلط کیا۔ ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ پھر کیا ہو گیا تم سارا دن کام بھی تو کرتی ہو اور یونیورسٹی سے بھی "
"تھک کر جاتی ہو۔

جھوٹی ہمدردیاں جتلائی گئیں۔

لڑکیاں اکثر نادان ہوتی ہیں۔۔۔ انہیں یہ سمجھ ہی نہیں آتا کہ مرد کا پہلا وار ہمیشہ جھوٹی ہمدردی کا ہوتا ہے، اور یہی وار ان کے دل پر سب سے کاری ضرب لگا دیتا ہے۔

"آپ بس ہمارے متعلق گھر بات کرے۔"

مشعل نے مشورہ دیا۔

urdunovelsblog

"پاگل تو نہیں ہوگئی؟"

بسام کا تو گویا سانس حلق میں اٹک گیا۔

"کیا آپ کو مجھ سے شادی نہیں کرنی؟"

مشعل نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

ایسی بات نہیں۔ میں تو اس لیے کہہ رہا تھا کہ ابھی ہماری پڑھائی مکمل نہیں ہوئی تو شادی مشکل ہے۔ "
"تمہارے گھر والے کوئی مصیبت نہ کھڑی کر دیں۔

بڑی مہارت سے جواب دیا گیا۔

"مجھے یہ خیال کیوں نہیں آیا؟"

مشعل نے اپنی عقل پر گویا ماتم کیا۔

"چلو کوئی اور بات کرتے ہیں؟"

بسام نے بات بدلنی چاہی۔

یوں باتوں کا سلسلہ دراز ہوا کہ رات کی سیاہی گویا گواہ بن گئی اور نامۂ اعمال پر گناہوں کی سیاہی رقم ہونے لگی۔

بسام، اس کا یونی فیلو تھا، دونوں میں دوستی ہوئی اور یہ دوستی کب محبت میں بدلی پتا ہی نہ چلا۔ یونیورسٹی میں مشعل کا دل کرتا تو لیکچر لیتی ورنہ بسام کے ساتھ وقت گزارتی۔ بسام کا زندگی میں آنا، اس کی زندگی کو بہتر بنا رہا تھا۔ اسے لگتا تھا اس کی زندگی کی سب سے بڑی کمی محبت، اب ختم ہوگئی۔ بسام بالکل ویسا شخص تھا جیسا اسے ہمسفر کے طور پر چاہیے تھا۔ محبت کرنے والا، خیال رکھنے والا، احساس کرنے والا، اس میں سب خوبیاں تو

تھیں۔ وہ اکثر اس کی باتیں سوچ کر تنہا مسکراتی اور کبھی اپنے نام کے ساتھ اس کا نام جوڑ کر مسرور ہوتی تھی۔ اب وہ کسی حد تک خوش رہنے لگی تھی اور اسے محسوس ہوتا کہ اب ڈپریشن بھی کم ہونے لگا ہے۔

بعض اوقات اس کا کام کاج کا دل نہ ہوتا تو وہ امی سے کہتی:

"آج سبق زیادہ ملا ہے میں کام نہیں کر سکتی۔ "

"ٹھیک ہے۔ تم جا کر پڑھ لو۔ کام کا مسئلہ نہیں ہم کر لیں گیں۔"

امی اس کی پڑھائی کی فکر کرتے ہوئے کہتی تھیں۔

"پڑھائی کر ہی نہ لوں۔ آپ کے ہونے والے داماد سے باتیں کروں گی۔"

پرجوش سی خود کو کہتی اور کمرے میں بند ہو جاتی۔

بسام کے لیے اس کی محبت دن بدن بڑھ رہی تھی۔ وہ جو کہتا مشعل آنکھ بند کر کے یقین کر لیتی تھی۔ کلاس بنک کرنا تو اب معمول میں شامل تھا۔ مشعل یونی تو جاتی تھی مگر بسام کے لیے، پڑھائی سے دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ وہ دونوں کنٹین میں پائے جاتے یا گھنے درختوں کی چھاؤں تلے ہوتے۔ اگر کبھی دل کیا تو کلاس میں چلے جاتے ورنہ ہاتھوں میں ہاتھ دیے باتوں میں مگن ہوتے۔ آج بھی دونوں کنٹین میں تھے۔

"سر حسن کی کلاس کا وقت ہو گیا ہے۔ اٹھو چلیں۔"

مشعل نے موبائل پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں آج کلاس کا خیال کس خوشی کے تحت آ رہا ہے؟"

اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔ بسام نے

"فائنلز آنے والے ہیں۔ تو تھوڑی سی اٹینڈنس کر لیں۔"

مشعل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سمسٹر ہم نے کلاس کی شکل نہیں دیکھی، اب بھی چھوڑوں۔ یہی لائف ہے، انجوائے کروں اور کرواؤ پورا
بھی۔"

بسام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ذومعنی الفاظ میں کہا اور آخر میں قہقہ لگایا۔

"تم بھی ناں!"

اس نے شرماتے ہوئے کہا اور دونوں پھر سے باتوں میں لگ گئے۔

شام کے وقت میثال اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔ ٹیبل لیمپ کی مدھم روشنی میں وہ کاپی پر کچھ لکھنے کا ڈرامہ کر رہی تھی، مگر اصل میں اس کے سامنے موبائل کھلا ہوا تھا۔ کبھی ناول کھول کر پڑھنے لگتی اور کبھی بسام کے ساتھ باتیں کرتی۔

دروازہ ہلکی سی دستک کے ساتھ کھلا۔ امی ہاتھ میں کپ لیے اندر آئیں۔

"چائے پی لو۔"

مشعل نے گھبرا کر موبائل کا رخ الٹا کر دیا اور مصنوعی مسکراہٹ سجائے کہا:

"آپ ادھر رکھ دیں۔ میں اسائمنٹ بنا رہی ہوں۔"

امی نے کاپی اور قلم دیکھ کر سر ہلایا اور تلقین کرتے ہوئے کہا:

"کام میں چائے ٹھنڈی نہ کر لینا۔"

مشعل نے اثبات میں گردن ہلائی۔

امی کے جانے کے بعد مشعل نے موبائل اٹھایا، لیکن کچھ لمحوں تک اس کی انگلیاں اسکرین پر رکی رہیں۔ اس کے دل نے اس نے ایک سوال کیا:

"آخر تم کب تک یہ ڈرامہ کروں گی؟"

موبائل میں مگن ہو گئی۔ مگر وہ سوال کو نظر انداز کرتے دوبارہ

باہر صحن میں بچے کھیلنے کی آوازیں گونج رہی تھیں، مگر کمرے کے اندر خاموشی تھی... ایسی خاموشی جو مشعل کی تنہائی کو اور گہرا کر رہی تھی۔

وقت اپنی رفتار سے چلتا رہا۔ یونیورسٹی کے دن آہستہ آہستہ معمول کا حصہ بن گئے۔ صبح کی بھاگ دوڑ، کلاسز کی ہلچل، اور دوستوں کی ہنسی مذاق میں ہفتے مہینوں میں بدل گئے۔ مشعل کی زندگی نسبتاً پرسکون ہو گئی تھی، خاص طور پر بسام کے ساتھ جو اس کی باتوں کو خاموشی سے سنتا، اس کا خیال کرتا اور اکثر ہنسا دیتا۔

وہ یونیورسٹی سے گھر آئی تو دیکھا کہ برآمدے میں امی چادر لے کر بیٹھیں ہوئی تھیں اور ان کا چہرا غمگین تھا یوں معلوم ہوتا کہ کوئی سانحہ ہوا ہو۔ وہ امی کو سلام کرتی ان کے پاس بیٹھ گئی۔

"آپ کہی جانے لگی ہیں؟"

اس نے امی کی چادر دیکھ کر سوال کیا۔

"نہیں! ابھی آئی ہوں۔"

امی نے اداس لہجے میں جواب دیا۔

"کیا ہوا؟ امی! آپ پریشان لگ رہی ہیں۔"

اس نے امی کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

آخر والا جو گھر ہے، خالدہ آنٹی کا ان کا پوتا قتل ہوا ہے۔"

امی کے جواب دینے سے قبل کیچن سے باہر آتی آئرہ نے جواب دیا۔

"قتل؟"

مشعل نے تصدیق چاہی۔

urdunovelsblog

"!جی"

آئرہ نے یک لفظی جواب دیا۔

"ان کا پوتا تو آٹھویں کلاس میں پڑھتا ہے۔ اس کی بھلا کسی سے کیا دشمنی ہوگی جو بات قتل تک آن پہنچی۔"

مشعل نے پریشان ہوتے پوچھا۔

قتل کی وجہ اب صرف دشمنی تک محدود نہیں رہی، یہ ھوس کی آگ سے بھڑکی ہوئی درندگی میں ڈھل چکی "

"ہے۔

لہجے میں کہا۔ آئرہ نے افسردہ

"اللہ ایسے گھٹیا لوگوں کو ہدایت دے۔"

کلثوم بیگم نے پہلی بار دونوں بہنوں کی گفتگو میں حصّہ لیا اور کمرے میں چلے گئیں۔

مشعل ناسمجھی سے آئرہ کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے بات کی وضاحت چاہتی ہو۔

خالدہ آنٹی کے پوتے صائم کو کل عصر کے بعد اس کی والدہ نے دہی لینے کے لیے بھیجا۔ وہ گھر سے نکلا تو " اسے کچھ بڑی عمر کے لڑکوں نے مدرسہ میں بلا لیا اور قاری صاحب کے کمرے میں لے گئے۔ قاری صاحب موجود نہیں تھے۔ کچھ دیر اس کے ساتھ باتیں کیں پھر اپنے باس احمد کو بلایا۔ احمد اور باقی لڑکوں نے صائم اپنی حفاظت کرنا جانتا تھا۔ بس اس کی حفاظت کرنا اس کی جان کے ساتھ زیادتی کرنی چاہی۔ صائم بچہ تھا مگر لے گیا۔ احمد نے اس کے منہ میں پستول رکھ کر چلا دی اور بعد میں چہرے کے پاس پٹاخے بجائے تاکہ لوگوں "کو بتا سکیں کہ موت پٹاخے کی وجہ سے ہوئی۔ اس معصوم کا روزہ تھا۔

آئرہ نے افسردہ ہوتے ساری تفصیل سے آگاہ کیا۔

"احمد سیٹھ کا پوتا جو صائم کے گھر کے سامنے والے گھر میں رہتے ہیں؟"

مشعل نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"ہاں جی! افسوس اس بات کا اتنے برے طریقے سے کون قتل کرتا جتنے برے طریقے سے سترہ سال کے بچے نے بارہ سال کے بچے کو کیا۔"

آئرہ نے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایک بات سمجھ نہیں آرہی ایک لڑکا دوسرے لڑکے کے ساتھ زیادتی کیوں کرے گا؟ یہ عجیب بات نہیں ہے۔"

مشعل نے نا سمجھی سے آئرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آج کے دور میں یہ سب عام ہے۔ لڑکا، لڑکے سے اور لڑکی، لڑکی سے ناجائز تعلقات رکھے ہوئے ہے۔ سائنس میں اسے ہم جنس پرستی کہتے ہیں، اور انگلش میں دو ٹرمز استعمال کرتے ہیں۔

Gay Relationship or Homosexuality

"وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟"

urdunovelsblog

مشعل نے متعجب ہو کر پوچھا۔

"ہم جنس پرستی کے بڑھنے کی کچھ وجوہات ہیں:

سب سے بڑی وجہ گندا مواد جیسے انگریزوں کی موویز جنہیں ہالی ووڈ کہا جاتا ہے، کو دیکھنا۔ ان موویز میں بے حیائی کے سوائے کچھ نہیں ہوتا اور تمہیں بتاتی چلوں کہ پچھلے 20 سالوں میں ہالی ووڈ نے خاص طور پر

LGBTQ+ themes

کو اپنی فلموں اور سیریز میں پروموٹ کیا ہے۔ اس کے علاوہ ڈزنی، نیٹ فلکس اور مارول جیسی بڑی کمپنیاں بھی اب ہم جنس کردار، مرد، مرد یا عورت، عورت کی محبت کی کہانیاں، اپنی فلموں کا حصہ بنا رہی

ہیں۔ فلمی صنعت میں اسے ایک ایجنڈا سمجھا جاتا ہے تاکہ معاشرے میں اس عمل کو معمول کی بات بنایا جائے۔ مغربی معاشرے میں فلموں اور میڈیا کے اثر کی وجہ سے ہم جنس شادی کو قانونی تحفظ ملا۔ ترقی پذیر سمجھنے لگی ہے۔ "کول" یا "ماڈرن" ممالک میں بھی نوجوان نسل ان فلموں سے متاثر ہو کر ایسے رجحانات کو "لیکن اس سب کے نتیجے میں خاندانی نظام، عفت و حیا اور مذہبی اقدار کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

آئرہ نے اس کے سامنے حقیقت کھول کر رکھ دی۔

"یہ بھی کوئی بیماری ہو گی؟"

مشعل کو مزید آگاہی حاصل کرنا تھی۔

نہیں! یہ کوئی بیماری نہیں ہے۔ سائنس کہتی ہے کہ یہ فطرتی جھکاؤ ہے۔ کچھ لوگوں کے جینز اور ہارمونز" ایسے ہوتے ہیں کہ وہ دوسرے مرد یا عورت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ یہ ان کی فطرت ہو سکتی ہے۔ " مغربی ممالک نے اسی لیے اس کو قبول کر لیا ہے، اب وہ لوگ شادی بھی کر لیتے ہیں۔

urdunovelsblog

آئرہ نے تاسف سے کہا۔

"سمجھ گئی۔ پھر اس کا کوئی گناہ بھی نہیں ہے۔"

مشعل نے سر کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔

فطرت کا مطلب یہ نہیں کہ ہر جھکاؤ درست ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی ہے تاکہ وہ اپنی خواہشات " کو قابو کرے۔ قرآن میں اللہ نے قومِ لوط کے انجام کا ذکر بار بار کیا۔ وہ بھی یہی کہتے ہوں گے کہ یہ ہماری فطرت ہے، لیکن ان پر پتھروں کی بارش نازل ہوئی۔ سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور (یاد کرو) لوط کو، جب اُس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم وہ بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہانوں میں کسی نے نہیں کی۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر شہوت سے مردوں کے پاس جاتے ہو، بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔"

سورۃ النمل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم بے حیائی کرتے ہو اور تم دیکھتے ہو؟ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے لیے مردوں کے پاس جاتے ہو؟ بلکہ تم لوگ جاہل ہو۔"

اس کے علاوہ سورۃ عنکبوت میں فرمایا:

"اور (یاد کرو) لوط کو، جب اس نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کی؟ تم مردوں کے پاس جاتے ہو اور راستے میں برائیاں کرتے ہو۔"

ان آیات میں قومِ لوط کا عمل بتایا گیاہے۔ مزید ان کی سزا کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے۔ سورۃ العنکبوت میں ہی فرمایا:

"پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا، ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کی بارش کی، بعض کو سخت چیخ نے پکڑ لیا، بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا، اور بعض کو ہم نے غرق کر دیا۔ اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا، بلکہ وہ خوداپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔"

ان پتھروں پر نام لکھے تھے۔ جس کا نام ہوتاپتھر اسے جا کر لگتا۔ سورۃ الھود میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"پھر جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے اس بستی کو اُلٹ دیا اور ان پر پکی مٹی کے پتھروں کی بارش کر دی، جو ایک کے بعد ایک لگاتار برس رہے تھے۔ وہ تیرے رب کے ہاں سے نشان زدہ تھے۔"

ایک اور بات ہم جنس پرستی بہت بڑی بیماری ایڈز کا سبب ہے اور یہ ایسی بیماری ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ سائنسدانوں نے بہت کوشش کی کہ وہ اس کا علاج تلاش کر سکے مگر وہ ناکام ٹھہرے۔"

آئرہ نے دلائل کے ساتھ اپنی بات کو بیان کیا۔

مشعل شاکڈ تھی۔ اس کی چھوٹی بہن کو اتنا کچھ معلوم ہے مگر اسے کچھ بھی نہیں۔

"تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہے؟"

وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔

"قرآن سے پڑھا اور پھر ریسرچ کی۔ قرآن مجید پڑھا کرو، اس میں ہر چیز کا علم ہے۔"

آئرہ اسے جواب دے کر کیچن کی طرف بڑھ گئی۔

وہ بوجھل دل سے یونیورسٹی گئی تھی اور رات اس کی بسام ساتھ بات نہیں ہوئی اور آج وہ یونیورسٹی نہیں آیا تھا۔ اس نے سوچا سارا دن فارغ بیٹھنے سے بہتر ہے کلاسز لے لے۔ اس غرض سے اس نے کلاس کی طرف رخ کیا، مگر سامنے سر اعجاز کی کلاس چل رہی تھی۔ سر کو دیکھ کر اس نے ہمکلامی کی:

جلاد کہی کے۔ پہلی کلاس بھی انھی کی ہونی تھی۔ اگر گئی تو بے عزتی پکی۔ کیا کروں؟ گھنٹا باہر بیٹھ کر کیا کروں گی۔ "

اللہ جی! یہ پروفیسر صاحب نہیں، غصے کا پاور ہاؤس ہیں۔ بس ذرا سا لیٹ ہو جاؤ تو ایسے دیکھتے ہیں جیسے ان کے موبائل کا بیلنس کھا لیا ہو۔ غصہ بھی اتنا کہ اگر بیچ سڑک پر ٹریفک سگنل لگا دیں تو سارا شہر رک جائے۔"

اس نے کلاس میں جھانکا۔ سر لیکچر دینے میں مصروف تھے۔

"یا اللہ! ان کا غصّہ، غصہ نہیں، بم ہے۔۔۔ میں اندر جاؤں گی تو پھٹ جائے گا۔ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ پوری کلاس کو ایمرجنسی وِنگ میں شفٹ کرنا پڑ جائے۔"

وہ قدم پیچھے ہٹاتے ہوئے بڑبڑائی:

"ملے گا 'ویلکم' کتابوں سے زیادہ تو مجھے ڈر اس سر کے لیکچر کا لگتا ہے۔ بس ابھی اندر جاؤں گی تو ایسا غصے کا لگے گا میں یونیورسٹی نہیں، پولیس اسٹیشن آگئی ہوں۔"

ابھی وہ شش و پنج میں تھی کہ سر نے دیکھ لیا۔

"جی محترمہ؟"

انھیں لگا کسی سٹوڈنٹ کی دوست ہے۔

"میں کلاس میں آ جاؤں؟"

اس نے اجازت چاہی۔

"آپ کو کس سے ملنا؟"

انھوں نے دریافت کیا۔

اس نے سر کی طرف دیکھا کہ اب وہ کیا جواب دے۔ اس نے پچھلے دو ماہ سے کلاس کی شکل نہیں دیکھی تھی۔

"میں اس کلاس کی سٹوڈنٹ ہوں۔"

اس نے دڑتے دڑتے بتایا۔

"آج سے قبل آپ کا دیدار نہیں ہوا تو کیا آپ عرض کرنا پسند فرمائے گیں کہ آج دیدار کا شرف بخشنے کی خاص وجہ کیا ہے؟"

urdunovelsblog

سر نے میٹھے میں بھگو کر تیر مارا۔

پہلے کبھی یونیورسٹی نہیں آئیں یا کلاس تک آنے کی زحمت نہیں ہوئی۔ مجھے بتا دیتیں میں پڑھانے کے لیے "
"آپ کے پاس آ جاتا تاکہ آپ کو آج بھی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

سر نے ہلکی پھلکی چوٹ کی۔

"سر کی بے عزتی پر بندہ ہنسے یا روئے، مجھے آج تک سمجھ نہیں آئی۔"

مشعل نے دل میں سوچا۔

میں تم نے بہت اچھے مار کے مارے تھے جو اب کلاس میں آنا ضروری نہیں سمجھا۔ گھر میں بیٹھ پچھلے سمسٹرز"
جائے، ماں باپ کے پیسے ضائع کرنے سے بہتر ہے شادی کروا لیں۔ اپنے نمبر دیکھیں اور اپنی حرکتیں دیکھیں۔
" چلو بھر پانی میں ڈوب مریں۔

سر تو نان سٹاپ عزت افزائی کر رہے تھے۔

آہ! سر کو معلوم تھا وہ اس کلاس کی سٹوڈنٹ ہے، پھر بھی باہر کھڑے کر کے بے عزتی کرنا مقصود تھا۔ "
لگتا بیوی سے لڑ کر آئے ہیں۔ تبھی مجھے سنا رہے۔ کاش! میرا ہیرو ہوتا پھر میں اسے سر کی شکایت کرتی اور
"سر کو دادی نانی یاد کروا دیتا۔

مشعل نے سر کی یادداشت پر حیرانی کا اظہار کرتے اور ہیرو کے نہ ہونے پر افسوس کرتے ہوئے خود سے کہا۔

آپ کی غیر حاضری دیکھ کر تو رجسٹر بھی رو رہا تھا۔۔۔ ہم نے سوچا کہ آپ کو ڈھونڈنے کے لیے اخبار میں "
میں رہ کر آپ پہلے آگئیں، ہمارے پیسے بچ گئے۔ آئندہ پڑھنا ہو تو آئے گا ورنہ گھر !اشتہار ہی دے دیں۔ شکریہ
"والدہ کی مدد کیجئے گا۔ ٹھیک ہے جی۔

urdunovelsblog

انھوں نے طنز کرتے ہوئے مشورہ دیا۔ مشعل سر کو دل ہی دل میں کوس رہی تھی اور کلاس لطف اندوز ہو رہی تھی۔

"تشریف کا ٹوکرا رکھیے۔ آپ کی وجہ سے کلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔"

سر نے وقت دیکھتے ہوئے کہا اور چیزیں اٹھاتے کلاس سے نکل گئے۔ پیچھے کلاس میں زوردار قہقہے گونجے۔ مشعل منہ جھکا کر آخری کرسی پر جا بیٹھی۔

آج اس نے دل شکستگی کے عالم میں کلاسیز لیں تھیں۔ وہ بیزاری سے پنسل کو گھوما رہی تھی، اور نظریں کتاب پر مذکور تھیں۔

تم اس راستے پر ہو جس کی منزل سوائے درد کے کچھ نہیں ہے۔ ابھی وقت ہے پلٹ جاؤ، یہی تمہارے لیے "
"بہتر ہے، ورنہ ساری زندگی ذلت میں رہوں گی۔

کوئی اسے وارن کر رہا تھا۔ مگر کون؟ اور کیوں؟ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کی کلاس فیلو منتہا کھڑی تھی۔ مشعل کتاب بند کرتے کھڑی ہوئی اور نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی:

"تم کہنا کیا چاہتی ہو؟"

"بسام تمہیں دھوکا دے رہا ہے۔"

منتہا نے گویا اس کے سر پر بوم پھوڑا۔

"تم ہوش میں ہو؟"

مشعل نے خود کو ریلکس رکھتے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے اس کے یونی نہ آنے کی وجہ کیا ہے؟"

منتہا نے تحمل سے کہا۔

"وہ مصروف ہے۔"

مشعل نے فٹ سے کہا۔

"کہاں؟"

تحمل برقرار تھا۔

"تمہیں کیوں بتاؤ؟"

مشعل نے آبرو اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تمہیں بتا دیتی ہوں۔ وہ اس وقت اپنی خالہ زاد جو لندن سے آئی ہے، کے ساتھ سوات ہوا ہے اور تمہارے ساتھ جھوٹ بول کر گیا ہے۔ اس کے علاؤہ بھی بہت جھوٹ بول چکا ہوگا۔ وہ اپنے گیا متعلق تمہیں جو باتیں بتاتا ہے، وہ ویسا نہیں ہے۔ وہ بگڑا ہوا رئیس زادہ ہے اور تمہیں پتا بگڑے ہوئے لڑکوں کی نظر میں لڑکیاں صرف وقتی کھیل ہوتی ہیں، عزت یا رشتے کے لفظ سے وہ واقف نہیں ہوتے۔ تم اس کے لیے ٹائم پاس کے علاؤہ کچھ نہیں ہو۔ ابھی بھی وقت ہے اپنی منزل بدل لو۔"

منتہا کہہ کر چلی گئی اور مشعل کو لگا کہ کمرے کی چھت اس پر آن گری۔ اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے۔ وہ کرسی پر یوں ڈھیر ہو گئی جیسے بوجھ تلے دبا وجود گر پڑا ہو۔ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا کہ وہ کیا کرے۔ اس نے امید کے تحت بسام کو کال کی شاید منتہا غلط ہو مگر بسام کا نمبر بند تھا۔ وہ رختِ دل سمیٹے گھر کی جانب روانہ ہوئی۔

یونیورسٹی سے آکر وہ خود کو کمرے میں بند کر چکی تھی۔ امی سے وہ طبیعت خراب کا بہانہ کر چکی تھی۔ منتہا کی باتیں اس کے دماغ میں گونج رہی تھیں اور آنکھوں سے آنسو رکنے کا نام نہ لے رہے تھے۔ وہ بیڈ پر چپٹ لیٹی ہوئی تھی۔ اسے بسام کے ساتھ اپنی پہلی ملاقات یاد آئی۔

یونیورسٹی کا لان دھوپ سے بھرا ہوا تھا۔ گراؤنڈ میں طلبہ گروپ کی صورت بیٹھے ہوئے تھے، کچھ باتیں کر رہے تھے اور کچھ اسائمنٹ ڈسکس کر رہے تھے۔ مشعل بھی اپنے گروپ کے ساتھ بیٹھی تھی۔ وہ لوگ اسائمنٹ ڈسکس کر رہے تھے مگر مشعل کے سامنے کتاب کھلی ہوئی تھی لیکن وہ پڑھنے کے بجائے خلا میں گھور رہی تھی۔ اس کے چہرے کے سامنے کسی نے چٹکی بجائی تو وہ چونک گئی اور ہاتھ کے مالک کی طرف دیکھا۔ کالے بال، گوری رنگت، سبز آنکھیں، ہلکی جامنی رنگ کی شرٹ کے ساتھ سفید پینٹ اور بازو میں مہنگی گھڑی لگا رکھی تھی۔ وہ شکل سے خوبرو لگتا تھا۔ مشعل کے دیکھنے پر اس نے دریافت کیا:

"تم کہاں کھوئی ہوئی ہو؟"

"کہی نہیں۔ ادھر ہی ہوں۔"

مشعل نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں تنہا رہنا پسند ہے۔"

لڑکے نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کو کیسے پتا؟"

مشعل نے حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ مجھے بھی تنہائی پسند ہے۔"

لڑکے نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟"

اس نے بے ساختہ پوچھا۔

"تمہیں تنہائی کیوں پسند ہے؟"

urdunovelsblog

اس نے جواب کی جگہ سوال کیا۔

"ہے تنہا جینا سیکھ لو۔ سب کے ساتھ ہو کر بھی تنہا رہنا، تو بہتر"

مشعل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"کبھی کبھی کسی اجنبی کے ساتھ باتیں کرنے سے بھی تنہائی کم ہو جاتی ہے۔"

لڑکے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مشعل نے جواباً اس لڑکے کو دیکھا مگر خاموش رہی۔

"میں بسام اور تم؟"

اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مشعل"

اس نے بھی ہاتھ بڑھایا۔

"کلاس کا وقت ہو گیا ہے۔"

مشعل نے سٹوڈنٹس کو کلاس کی جانب جاتے دیکھ کر کہا۔

"کل کلاس لیں گے۔ آج کنٹین میں چلتے ہیں۔"

بسام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کلاس رہ جائے گی۔"

مشعل نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"اوہ لڑکیاں ڈرتی بھی ہیں۔"

urdunovelsblog

بسام نے اس کے ڈر پر چوٹ کی۔

"میں ڈر نہیں رہی۔"

مشعل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب ہم دوست ہیں تو تمہارا ڈرنا بنتا تو نہیں۔ چلو آؤ، کنٹین چلتے ہیں۔"

بسام نے کھڑے ہوتے کہا اور دونوں کنٹین کی طرف چل دیے۔

کنٹین میں کونے والی میز پر وہ دونوں جا کر بیٹھ گئے۔ بسام نے کولڈ ڈرنک آڈر کی تھیں جو ان کے سامنے میز پر موجود تھیں۔

:بسام نے آہستہ سے پوچھا
"تم ہمیشہ اتنی خاموش کیوں رہتی ہو؟ کلاس میں بھی، دوستوں کے ساتھ بھی۔"

:مشعل نے سر جھکا کر کولڈ ڈرنک کا گھونٹ لیا، پھر مدھم آواز میں بولی

"پتہ نہیں--- شاید اس لیے کہ میرے پاس کہنے کو کچھ خاص نہیں ہوتا۔"

:بسام نے مسکرا کر کہا

"یا شاید اس لیے کہ تم ڈرتی ہو کوئی تمہیں پہچان نہ لے۔"

یہ سن کر مشعل چونکی۔ اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کو حیرت اور خوف اتر آیا۔ اس نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

"پہچان لے؟ کس چیز سے؟"

:بسام نے کندھے جھٹک دیے
ہم سب کے اندر ایک چھُپی ہوئی دنیا ہوتی ہے نا، ہماری تنہائی، جسے ہم دوسروں سے چھپاتے ہیں۔ لگتا ہے "
"تمہارے اندر بھی کچھ ایسا ہی ہے۔

:مشعل نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ بات بدلنے کی کوشش کی
"لگتا ہے تمہیں تو فلسفی بننے کا شوق ہے۔"

:بسام بھی ہنس پڑا
"ہو سکتا ہے، لیکن کبھی کبھی کسی کے چہرے سے زیادہ اُس کی خاموشی بولتی ہے۔"

یہ جملہ مشعل کے دل پر گہرا اثر چھوڑ گیا۔ پہلی بار اسے لگا کہ کوئی ہے جو اس کے اندر کی آواز سن سکتا ہے۔ باتوں باتوں میں وقت گزر گیا۔

:مشعل نے موبائل پر وقت دیکھا اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی

"آج پہلی بار مجھے لگ رہا ہے کہ کلاس چھوڑنا اتنا برا بھی نہیں۔"

"کبھی کبھی کتابوں سے زیادہ لوگ ہمیں سکھا دیتے ہیں۔"

بسام نے جواب دیا۔

مشعل نے نظریں جھکا لیں۔ دل کے کسی کونے میں پہلی بار ایک روشنی سی جاگنے لگی۔ وہ روشنی جس کا نام محبت تھا، لیکن جو ابھی تنہائی کے اندھیروں میں لپٹی ہوئی تھی۔

مشعل پچھلے ہفتے سے بسام سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر اس کا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا۔ وہ یونیورسٹی بھی نہیں جا رہی تھی۔ گھر میں امی اس سے یونیورسٹی نہ جانے کی وجہ پوچھتیں تو وہ طبیعت کا بہانہ بنا دیتی۔ ابو ڈاکٹر کو چیک اپ کا کہتے تو وہ ٹال مٹول سے کام لیتی۔ آخر کار آج اس نے یونیورسٹی جانے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا۔ کلاس سے فارغ ہو کر وہ گم سم سی کنٹین میں گئی۔ آج اس کے چہرے پر پہلی سی رونق موجود نہ تھی۔ اسے دیکھ کر سٹوڈنٹس میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ وہ نظریں جھکا کر شرمندگی کے عالم میں کونے والی میز پر جا بیٹھی۔ جہاں وہ بیٹھی تھی، وہاں ایک ڈائری رکھی تھی۔ اس نے ڈائری کھولی تو اس کی نظر پہلے صفحے پر لکھی ہوئی سطر پر ٹھہر گئی۔

"تنہائی میں کی گئی برائی زوال تک اور نیکی عروج تک پہنچا دیتی ہے۔"

شکر ہے ادھر ہی پڑی ہے ورنہ مجھے لگا کوئی گھنٹے میں اٹھا کر رفو چکر ہو جائے گا۔ بڑی بات ہے عوام ایماندار بن گئی۔ ویسے ایک راز کی بات بتاؤں اگر ڈائری کی جگہ پیسے چھوڑ کر جاتی، تو کوئی اڑا لے گیا ہوتا۔ یہ بے چاری اس لیے بچ گئی کیونکہ یہ پڑھنے کی چیز ہے اور بحثیت پاکستانی ہم کم پڑھتے ہیں۔ بات یہ نہیں کہ ہم نالائق ہیں یا ہمیں پڑھنا نہیں آتا، مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں پڑھنے کی عادت نہیں۔"

شاید ڈائری اس کی ملکیت تھی جو مشعل کے ہاتھ میں ڈائری دیکھتے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی اور نان سٹاپ بولنا شروع ہو گئی جبکہ مشعل خاموش نظروں سے اسے تک رہی تھی۔

"فاتحہ: کھولنے والی۔"

مشعل کو ایسے تکتا پا کر اس نے اپنے نام کے ساتھ معنیٰ بھی بتایا۔

"تم کیا کھولتی ہو؟"

مشعل نے بے خودی میں دریافت کیا۔

"دل"

یک لفظی جواب دیا۔

"کیسے؟"

مشعل کو حیرت در آئی۔

"برائی کی طرف سے بند کر کے اچھی کی طرف کھول دیتی ہوں۔"

اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا کوئی دل بھی کھول سکتا ہے؟"

مشعل نے حیرت زادہ پوچھا۔

ہاں! جسے اللہ توفیق دے۔"

"تمہارا کیا نام ہے؟

فاتحہ نے جواب کے بعد سوال کیا۔

"مشعل"

مشعل نے نام بتایا۔

"پیارا نام ہے۔ اچھا! تمہیں ایک اور راز کی بات بتاؤں؟"

اس نے مشعل کو دیکھتے ہوئے کہا۔ مشعل نے ہمم کہنے پر ہی اکتفا کیا۔

"بات یہ ہے کہ آپ کے ہاتھ میں موجود ڈائری میری وراثت ہے۔ لہذا اسے واپس کیا جائے۔"

اس نے دوستانہ مزاج میں کہا۔

مشعل نے کچھ کہے بغیر اسے ڈائری تھما دی اور وہ چلے گئی۔

مشعل گھر پہنچی تو سیدھا اپنے کمرے میں جا گھسی۔ جیسے چار دیواری ہی اس کی واحد پناہ گاہ ہو۔ صبح سے رکے ہوئے آنسو اب ضبط کے بند توڑ چکے تھے اور بہنے لگے، بے آواز، مگر بھاری۔

فاتحہ کا خیال ایک دم سے ذہن میں ابھرا۔

"وہ لڑکی کتنی خوش ہے اپنی زندگی میں۔۔۔ مکمل، مطمئن، جیسے سب کچھ پا لیا ہو۔"

اور میں؟" :ایک تلخ سا سوال اس کے اندر گونجا

urdunovelsblog

"خاموش، ادھوری--- جیسے خوشیاں بھی روٹھ چکی ہوں۔

اسی لمحے، ذہن کے پردے پر فاتحہ کی ڈائری میں لکھی وہ سطر چمکنے لگی— جیسے کوئی پرانا زخم پھر تازہ ہو گیا ہو۔

،وہ سوچنے لگی

کیا تنہائی میں بھی گناہ ہوتے ہیں؟ گناہ تو وہ ہوتا ہے جو کسی کے سامنے کیا جائے... جیسے کسی کا دل دکھانا، "بددعا دینا یا چغلی کرنا۔ مگر اکیلے میں؟ کیا صرف اداسی بھی کوئی گناہ ہے؟"

سوچتے سوچتے وہ مزید الجھ گئی۔ جتنا سمجھنے کی کوشش کرتی، اتنا ہی گہرے سوالات میں ڈوبتی جا رہی تھی۔

بسام، جس کی یاد ایک خاموش سایے کی طرح اس کے ساتھ چلتی رہی، اور دوسری طرف---

نہ رکتی، نہ تھکتی، نہ کم ہوتی۔

بسام کی یاد نے صرف اس کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا، بلکہ اب اس کی آواز بھی ذہن میں گونجنے لگی تھی۔

وہ باتیں--- جو کبھی عام سی لگتی تھیں، اب دل کو چیرتی محسوس ہو رہی تھیں۔

:ماضی

آج ہفتہ تھا اور کل بھی ان کی ملاقات نہیں ہوئی اور نہ کل ہونا ممکن تھی۔ وہ دونوں باتیں کر رہے تھے، جب :بسام نے اسے کہا

مجھے تمہاری بہت یاد ستا رہی ہے۔ پتا نہیں یونی والے تین دن اف کیوں کرتے ہیں؟ کاش یہ بھی سکول " "کی طرح ایک چھٹی کرتے تو میں اپنی محبوبہ سے اتنے دن دور نہ رہتا۔

"میں کہاں دور ہوں؟ آپ کے پاس ہی ہوں۔"

مشعل نے تسلی دی۔

"کہاں پاس ہو؟ اتنی دور ہو۔ مجھے لگ رہا تمہیں دیکھے تین سال ہوگئے ہیں۔ مشعل! میرا دل چاہتا ہے کہ میرے پاس حضرت سلیمان علیہ السلام کے جنات ہوتے اور تمہیں میرے پاس لے آتے۔"

بسام نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"جنات تو آپ کے بس میں نہیں، والدین ہیں۔ انھیں بھیج دیں۔"

مشعل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہو! وقت آنے پر بھیجوں گا۔"

بسام نے تسلی دی۔

حال:

مشعل کی آنکھوں سے بہتے آنسو ایک بار پھر تیز ہوگئے۔

کتنا عجیب تھا نا۔۔۔ جس شخص نے ایک وقت میں سب سے زیادہ ہنسانا سکھایا ہو،

اسی کی یاد اب سب سے زیادہ رُلا رہی تھی۔

وہ تکیے پر منہ رکھ کر سسکنے لگی۔

نہ کسی سے شکایت تھی، نہ کوئی جواب چاہیے تھا۔۔۔

بس دل چاہتا تھا کہ بسام ایک بار، صرف ایک بار پھر اس سے کہے کہ مجھے تمہاری یاد ستا رہی۔ رونے سے وہ کچھ حد تک پرسکون ہو گئی تو اس نے سونے کی کوشش کی۔ مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

اس نے ناول پڑھنے کی غرض سے موبائل اٹھایا۔ بمشکل دو سطر پڑھنے کے بعد اس کا دل اچاٹ ہو گیا۔ اس نے مووی دیکھنی چاہی مگر دل نے ساتھ نہ دیا۔ اس نے سونگ لگایا مگر دل کہی نہیں لگ رہا تھا۔

اس نے شکستہ دل سے فیس بک کھول لی اور سکرولنگ کرنے لگی۔ ایک پوسٹ پر اس کی انگلی تھم گئی۔

urdunovelsblog

"جب تمہیں لگے کہ،

اب نہ آگے بڑھ سکتے ہو

،اور نہ واپس پلٹ سکتے ہو

تو اللہ کی جانب بھاگ جانا۔۔۔

دور تک وہاں تک۔۔۔

جہاں پہ تم اُسے چھوڑ کر

"اُس سے دور نکل آئے تھے۔

:تھوڑی دیر بعد جو پوسٹ اس کے سامنے آئی وہ کچھ ایسی تھی

"دل کو سکون تب ملتا ہے جب ہم اللہ کو یاد کرتے ہیں، کیونکہ باقی سب یادیں تھکا دیتی ہیں۔"

:اس نے اگنور کیا تو آگے کچھ یوں تھا

"إنَّ للمعصيةِ لوَحشةً في القلبِ لا يُذهِبها إلاَّ أُنس الطاعة

"بے شک گناہ کے دل میں ایک وحشت ہوتی ہے، جسے صرف عبادت کی مونسیت ہی دور کر سکتی ہے۔

اس کے دل میں عجیب سی بے چینی پیدا ہوئی۔ اس نے گھبرا کر موبائل بند کیا اور تکیے کے نیچے رکھ دیا مگر اس کا ذہن منتشر ہو چکا تھا۔

صبح اٹھ کر موبائل چیک کرنا کہ شاید بسام کا میسج آیا ہو اب اس کی روٹین میں شامل ہو چکا تھا۔ مگر ہر دن مشعل کا اب پڑھائی، خانہ داری، ایک ہی تکلیف نئے سرے سے زخم دیتی اور وہ خاموشی سے بکھر جاتی۔ یونیورسٹی، موبائل غرض کسی بھی چیز میں دل نہ لگتا تھا۔ بسام کا خیال اسے کچھ کرنے نہ دیتا تھا۔ وہ اندر سے

urdunovelsblog

بری طرح ٹوٹ چکی تھی۔ وہ وارڈروب کے آگے کھڑی کپڑے نکال رہی تھی مگر یونیورسٹی جانے کا دل بالکل نہ تھا۔ اگر نہ گئی تو امی کے سوالات۔۔۔ یہ سوچ آتے ہی وہ تیار ہونے لگی۔

لیکچر لینے کے بعد آج اس نے کنٹین کی بجائے لائبریری کا رخ کیا۔ اس نے ادھر کوئی کتاب تلاش کرنا چاہی جو اسے بیزاری سے نکال سکے۔ اسے نے مختلف الماریوں میں مختلف کتب دیکھیں مگر سب بے کار لگیں۔ جب انسان کا دل پُر سکون ہو تو اسے معمولی چیز بھی خوشی دیتی ہے اور اگر دل اداس ہو تو بڑی سے بڑی چیز بھی اسے خوش نہیں کر سکتی تھی۔ یہی حال مشعل کا تھا۔ بسام کی خاموشی اسے اندر ہی اندر ڈس رہی تھی۔ اس نے کتاب پڑھنے کا ارادہ ترک کیا اور لائبریری کی کھڑکی جو گراؤنڈ کی طرف کھلتی تھی، میں آکر کھڑی ہو گئی۔ گراؤنڈ میں موجود ہر طالب علم کے چہرے سے اطمینان جھلک رہا تھا۔ اس نے ایک نظر سب پر ڈالی تو اسے احساس ہوا:

"سب مطمئن ہیں۔۔۔ تو پھر بے سکونی میرے ہی حصے میں کیوں آئے؟ کیوں اللہ! ہر بار میں ہی کیوں؟ کیا یہ سب انسان نہیں ہیں یا میں انسان نہیں؟"

وہ بے دھیانی میں شکوہ کر گئی۔

فاتحہ کتاب پڑھنے میں مشغول تھی۔ اس نے کتاب بند کر کے سامنے دیکھا تو مشعل کھڑکی کے پاس اداس سی کھڑی تھی اور اس کے چہرے پر مایوسی نمایاں تھی۔ مشعل نے اپنے قدم اس کی سمت بڑھالیے۔

"کیسی ہو؟ دوست!"

فاتحہ نے مشعل کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہوں۔"

مشعل نے جوں کے توں کھڑے کہا۔

"مگر تمہاری آنکھیں تو کوئی اور روداد سنا رہی ہیں۔"

مشعل نے اس کے چہرے کو دیکھتے کہا۔

مشعل نے گہرا سانس لیا، جیسے اپنے اندر غم کو نکال پھینک رہی ہو۔

"باہر گراؤنڈ میں چلتے ہیں۔"

فاتحہ نے مشعل سے کہا تاکہ وہ آسانی سے بات کر سکیں۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور باہر کی راہ لی۔

"اداس کیوں ہو؟"

لائیبریری سے نکلتے ہی فاتحہ نے دریافت کیا۔

"نہیں! تمہیں لگا ہوگا، میں ایسی ہی ہوں۔"

مشعل سے کوئی جواب نہ بن پایا تو اس نے بات کو کور کرنا بہتر سمجھا۔

انسان کی زبان جھوٹ بول سکتی ہے، مگر آنکھیں نہیں۔ چاہے جتنا بھی چھپاؤ، آنکھیں وہ سچ بول دیتی ہیں جو "لب کبھی نہیں کہہ پاتے۔"

فاتحہ نے نظریں سامنے رکھتے ہوئے دھیمے مگر گہرے لہجے میں کہا۔

"میں جانتی ہوں تم بسام کی وجہ سے اداس ہو۔"

فاتحہ نے بات جاری رکھتے ہوئے بولی تو مشعل نے گردن موڑ کر حیرانگی سے دیکھا۔

پوری یونی نہ سہی، تم دونوں کی کہانی پورے ڈیپارٹمنٹ تک پہنچ چکی ہے۔ زندگی کسی ایک انسان پر نہیں رکتی۔ " کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم راستہ بھٹک جاتے ہیں مگر راستہ بھٹک جانا غلط نہیں ہوتا۔۔۔

ہماری زندگی میں سبق بن کر آتے ہیں، غلط تب ہے جب سچ جان کر بھی وہیں کھڑے رہیں۔ کچھ لوگ "ساتھ نبھانے نہیں آتے اور وقت پر رُخ موڑ لینا ہی اصل سمجھداری ہے۔

urdunovelsblog

فاتحہ نے سمجھایا۔

"وہ غلط نہیں تھا۔ وہ مجھ سے محبت کرتا تھا۔"

مشعل نے بسام کو ڈیفنڈ کرنا چاہا۔

محبت؟ اس دور میں سچی محبت تلاش کرنا گویا ریت میں پانی کی بوند ڈھونڈنے جیسا ہے۔ لوگ محبت کا نام " لے کر صرف وقت گزارتے ہیں۔ ان کے لیے جذبات ایک کھیل، اور احساسات صرف وقتی تسکین ہوتے ہیں۔ بس تعلق بنتے ہیں، دل ٹوٹتے ہیں۔۔۔ اور پھر سب کچھ معمول بن جاتا نہ نیت سچی ہوتی ہے، نہ ارادہ۔۔۔ "ہے۔

فاتحہ نے اسے حقیقت دیکھانی چاہی۔

"میں اور بسام نکاح کرنے والے تھے۔۔۔"

مشعل نے دھیمی آواز میں، نظریں چرا کر کہا :

"یہ تو اچھی بات تھی۔ جب گھر والے مان گئے، پھر وہ کیوں پیچھے ہٹا؟"

فاتحہ کو حیرت نے آن گھیرا۔

"گھر والے نہیں جانتے۔۔۔ ہم نے خود ہی فیصلہ کر لیا تھا، خود نکاح کرنے کا۔"

مشعل نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

مشعل، نکاح عبادت ہے، اور ہر عبادت کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔"

:نے فرمایا ﷺ رسول اللہ

"لا نكاح إلا بولي"

"کوئی نکاح ولی کے بغیر نہیں ہوتا۔"

urdunovelsblog

(صحیح الجامع: 7557، سنن ترمذی: 1101)

:نے فرمایاﷺ ایک اور روایت میں آپ

"أیما امرأة نكحت نفسها بغیر إذن ولیها فنكاحها باطل"

"جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے، اس کا نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے۔"

(سنن ابی داود: 2083)

فاتحہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"اگر ایسے نکاح نہیں ہوتا تو ڈراموں میں کیسے ہو جاتا ہے؟"

مشعل نے راہنمائی حاصل کرنا چاہی۔

ہوتے ہیں اور لڑکا لڑکی کی نیت بھی نکاح کی دیکھو! ڈرامہ میں نکاح نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ ایک حکایت پر مبنی" نہیں ہوتی۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ شرعی طور پر درست نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ اس چیز کو ڈرامہ میں ""شامل نہ کیا جائے۔

"ہم نے علماء سے پوچھا تھا اور ان کے مطابق نکاح ہو جائے گا۔ کیا وہ غلط تھے؟"

مشعل نے الجھن زدہ کہا۔

میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ وہ غلط تھے کیونکہ بعض علماء کرام دوسری حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔"

:کا فرمان ہےﷺ رسولِ اکرم

"تین چیزیں ایسی ہیں جن کا مذاق بھی حقیقت ہوتا ہے: نکاح، طلاق اور رجوع۔"

(سنن ابو داؤد، ترمذی)

یہ حدیث سننے میں بظاہر سادہ لگتی ہے، مگر اس کے مفہوم میں گہرائی ہے۔ بسا اوقات لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نکاح کے الفاظ صرف زبان سے کہہ دے، خواہ مذاق میں، تو وہ نکاح معتبر ہو جائے گا۔ لیکن ایسے نہیں ہوتا۔

اسلام میں نکاح صرف دو جملوں کا لین دین نہیں، بلکہ ایک مکمل، باقاعدہ معاہدہ ہے جس کے کچھ شرعی تقاضے اور حدود مقرر ہیں۔ ان تقاضوں میں ایجاب و قبول، دو گواہوں کی موجودگی، اور ولی کی رضامندی شامل ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی اہم شرط مفقود ہو، خاص طور پر گواہوں کی غیر موجودگی، تو صرف الفاظ کی بنیاد پر نکاح کا دعویٰ، شرعی طور پر قابلِ قبول نہیں ہوتا۔"

فاتحہ نے اس کی الجھن دور کر کے اس کی طرف دیکھا تو مشعل کو کچھ سوچتے ہوئے پایا تو پوچھا:

"کیا سوچ رہی ہو؟"

"اس کسی پر کیا گیا اندھا یقین دھوکا بن کر ہی لوٹتا ہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ آہ! یہ دستور دنیا۔۔۔ نے نکاح کے متعلق غلط راہنمائی کی۔"

مشعل نے گہرا سانس خارج کرتے ہوئے نم آنکھوں سے کہا۔

"اگر وہ تمہاری زندگی سے چلا گیا ہے تو شکر ادا کرو۔ بعض اوقات اللہ ہمیں لوگوں سے نہیں، پریشان نہ ہو۔۔۔ ان کے فریب سے بچاتا ہے۔ برے لوگوں کا چلے جانا نقصان نہیں ہوتا۔۔۔ وہ دراصل اللہ کی طرف سے تمہارے لیے ایک چھپی ہوئی نعمت ہوتا ہے۔"

فاتحہ نے اسے تسلی دی۔

کمرے کی خاموشی میں صرف موبائل کی سکرین کی روشنی جھلملا رہی تھی۔ مشعل بیڈ پر بیٹھے مسلسل سکرول کر رہی تھی۔ فاتحہ کی باتیں اس کے ذہن میں بار بار گونج رہی تھیں، ہر سوال جیسے اس کے دل کو مزید بے چین کر رہا تھا۔

یونیورسٹی سے رات تک وہ مضطرب رہی کیونکہ وہ خود سچائی تلاش کرنا چاہتی تھی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ بسام نے اس کی غلط راہنمائی کی۔ کام سے فارغ ہو کر اس نے گوگل پر ایک ایک لفظ ٹائپ کیا، ہر فتویٰ، ہر مضمون بار بار پڑھا۔ یوٹیوب پر اسکالرز کی ویڈیوز دیکھیں، مختلف مسالک کی آراء سنیں، اور نکاح کی شرعی شرائط کو باریکی سے سمجھنے کی کوشش کی۔

مجلسِ ولی، ، کئی گھنٹوں کی تحقیق کے بعد وہ ایک نتیجے پر پہنچی کہ اگر نکاح کی شرائط پوری نہ ہو، جیسے گواہ نکاح تو نکاح نہیں ہوتا۔ صرف الفاظ ادا کرنا یا کسی کمرے میں دو لوگ خود کو میاں بیوی کہہ دینا، نکاح نہیں بناتا۔ نکاح، شریعت کے مطابق، باقاعدہ عمل اور گواہی کا تقاضا کرتا ہے۔

مشعل کا دل بوجھل ضرور تھا، مگر اب وہ ایک بات پر مطمئن تھی، اس نے بسام سے ابھی نکاح نہیں کیا۔ وہ :مزید سکرولنگ کرنے لگی تو وہ ایک ویڈیو پر ٹھہر گئی، جس میں موٹیویشنل اسپیکر کے الفاظ کچھ یوں تھے

بعض اوقات ہم اداس ہوتے ہیں یا پریشان یا پھر گمراہ تو اللہ تعالیٰ کسی انسان کو ہماری زندگی میں ہدایت کا" ذریعہ بنا کر بھیجتا ہے۔ وہ اللہ کا نمائندہ ہوتا ہے جو اللہ کی جگہ ہم سے بات کرتا ہے۔ اسی طرح کسی آیت، "حدیث یا قول کا ہمارے سامنے آ جانا محض اتفاق نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی طرف سے ہدایت کا ذریعہ ہوتا ہے۔

اس نے سکرول ڈاؤن کیا تو کچھ لمحوں بعد اس کی سماعت سے سورۃ النور کی آیت نمبر 46 ٹکرائی :

دیتا ہے ہدایت بلاشبہ یقیناً ہم نے واضح آیات نازل کر دی ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف" "۔

اس نے بے دھیانی میں ویڈیو سکپ کر دی۔ پھر وہ دوبارہ پلٹی اور اسی آیت کو سنا اور پھر سکپ کیا۔ نہ جانے کیوں تیسری مرتبہ وہ اسی ویڈیو پر دوبارہ ٹھہر گئی اور آیت مبارکہ نے اسے سوچنے پر مجبور کر دیا۔

ہدایت؟ ہدایت تو گمراہ کو دی جاتی ہے اور گمراہ وہ ہوتا جو اللہ کو نہ مانے۔ کیا اللہ تعالیٰ اس آیت میں مجھے کہہ" رہے؟ نہیں! نہیں! میں کیا سوچ رہی؟ مجھے ہدایت کی کیا ضرورت ہے بھلا؟ میں تو مسلمان ہوں۔ اس کے

علاؤہ ہدایت گناہ گاروں کےلیے ہوتی ہے اور میں نے کونسا گناہ کیا۔ اف! میں بھی کیا سوچنے لگ گئی۔ رات ختم ہو رہی میں سو ہی جاتی ہوں۔"

اس نے خود کلامی میں خود کو ڈیفنڈ کیا اور موبائل رکھ کر سو گئی۔

سچائی جان لینے کے بعد وہ کسی حد تک پر سکون ہو چکی تھی۔ ناشتے کی میز پر بھی اس کے چہرے پر تازگی تو نہ تھی مگر پہلے سے کچھ بہتر تھی۔

"مشعل! تمہاری طبیعت آج بہتر لگ رہی ہے۔"

فیاض صاحب نے مشعل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ابو! آپ کو بتایا تو تھا پڑھائی کی وجہ سے پریشان ہوں۔ اب کچھ حد تک پریشانی ختم ہو چکی ہے تو ٹھیک ہوں۔"

مشعل نے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر کہا۔

"ہم تو پریشان ہی ہوگئے تھے کہ پتا نہیں تمہیں کیا ہو گیا۔ جوان بیٹیاں اگر چپ ہو جائیں ناں تو والدین کی عمر بھر کی کمائی عزت خاک میں مل جاتی ہے۔"

ماں نے ڈھکے چھپے الفاظ میں اپنا خدشہ ظاہر کیا کہ بیٹی کے ناجائز تعلقات والدین کی رسوائی کا سبب بنتے ہیں۔

"کہہ رہی ہوں پیپرز کی ٹینشن تھی۔ پھر بھی بلا وجہ۔۔۔"

مشعل کو برا لگا تو اس نے غصّے سے جواب دیا اور ناشتے کے ٹیبل سے اٹھ گئی۔

یونیورسٹی کے لان میں بیٹھے مشعل نے فاتحہ کو دیکھا تو دل بے اختیار اس کی طرف کھنچ گیا۔ کچھ لمحے تذبذب میں گزارنے کے بعد وہ آہستہ قدموں سے چلتی ہوئی اس کے پاس جا بیٹھی۔

"فاتحہ!"

مشعل نے نرمی سے پکارا۔

"جی" ،فاتحہ نے چونک کر دیکھا، پھر مسکرا دی

"میں نے کل ساری رات تحقیق کی۔۔۔"

مشعل نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

اس سے پوچھنا چاہ رہی ہو کہ اب وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔ فاتحہ نے خاموشی سے اس کی طرف دیکھا، جیسے

"تم ٹھیک کہتی تھیں۔۔۔ ایسے نکاح نہیں ہو جاتا، شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے۔"

مشعل نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں میرے نہیں بلکہ اللہ کے سامنے شرمندہ ہونا چاہیے کیونکہ تم اللہ کی گناہ گار ہو۔"

فاتحہ نے اس کی شرمندگی دیکھ کر نرمی سے کہا تو مشعل نے چونک کر دیکھا جیسے کہنا چاہ رہی ہو کہ میں نے کب گناہ کر دیا۔

"نامحرم سے بات کرنا گناہ ہے۔"

فاتحہ اس کی آنکھوں میں موجود سوال پڑھ لیا تھا تبھی جواب دیا تو مشعل نے سر ہلایا کہ وہ سمجھ گئی۔

"تم سے ایک بات پوچھوں؟"

مشعل نے توقف سے کہا۔

میرے ہی ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ گھر والے بھی اچھا سلوک نہیں کرتے اور اب بسام سے محبت کی تو وہ "
"دھوکا دے گیا۔

urdunovelsblog

"دیکھو یار! تم اکیلی لڑکی نہیں ہو، جس کے ساتھ ایسا ہوا ہے۔ آج کل یہ سب معاشرے کا حصّہ بن گیا ہے۔ لڑکے لڑکیوں سے محبت کا ڈھونس رچاتے ہیں اور جب وہ جال میں پھنس جائے تو ان کا جسمانی استعمال کرتے ہیں۔"

فاتحہ نے اسے آگاہ کیا۔

"لڑکے بے وفا کیوں ہوتے ہیں؟"

مشعل نے کرب سے کہا۔

"سب لڑکے نہیں ہوتے، کچھ بگڑے لڑکے ہوتے ہیں اور کچھ لڑکیاں بھی بگڑی ہوتی ہیں خوشی خوشی ان لڑکوں کو خود تک رسائی دیتی ہیں۔"

فاتحہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟"

مشعل نے نا سمجھی سے کہا۔

urdunovelsblog

"کوئی بھی لڑکا یا لڑکی اس وقت بگڑتے ہیں جب وہ اپنی دوستی اور خاص طور پر اپنی خلوت یعنی تنہائی کا غلط استعمال کرتے ہیں اور تمہیں پتا خلوت میں کیے گئے گناہ لمحاتی لذت تو دیتے ہیں، مگر دل کو بے قرار، روح کو بے سکون اور انجام تباہ کن کر جاتے ہیں۔ یہ وہ آگ ہے جو نظر نہیں آتی، مگر دنیا بھی جلا دیتی ہے اور آخرت بھی۔"

فاتحہ نے اسے کلئیر کیا۔

"تنہائی میں کوئی گناہ کیسے کر سکتا ہے؟"

مشعل کو فاتحہ کی باتیں سمجھ نہیں آ رہی تھیں۔

"انسان سب سے زیادہ گناہ کا ارتکاب تنہائی میں کرتا ہے۔ بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو اپنی تنہائیوں کو پاک رکھ پاتے ہیں ورنہ اکثریت گناہ کرتے ہیں اور انھیں معلوم بھی نہیں ہوتا۔"

فاتحہ نے افسردگی سے کہا۔

"تنہائی کے گناہ کیا ہیں؟"

مشعل کی یاداشت کے پردے میں رات والی آیت جگمگائی تو اس نے کنفیوژ ہوتے پوچھا۔

"ایک بات یاد رکھنا کہ انسان کی اصلیت وہ نہیں ہوتی جو وہ لوگوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ ہوتی ہے جسے وہ چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ اب اس بات کو سمجھو: ایک انسان ہے وہ لوگوں کے سامنے بہت پرہیزگار ہے، نماز ادا کرنا، روزے رکھنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور ہر سنت پر عمل کرنا اس کی عادت ہے لیکن جب وہ دن کے اوقات میں یا رات میں تنہا ہوتا ہے تو وہ فحش مواد یعنی نازیبا مواد دیکھتا ہے۔ اس انسان کی فطرت وہ ہے جو وہ تنہائی میں ظاہر کرتا ہے۔"

فاتحہ نے اپنی بات کی وضاحت کی۔

"اسلام اتنا بھی سخت نہیں کہ ان چیزوں کو دیکھنے سے گناہ دے دے۔ تنہائی میں دیکھی گئی چیزوں سے دوسروں کو کونسا نقصان ہو رہا؟"

مشعل کو فاتحہ کی بات بری لگی اور فاتحہ سمجھ گئی کہ وہ ان چیزوں کی عادی ہے۔ اس لیے اس نے مشعل کو اس کی زندگی کے واقعات سے سمجھانا چاہا۔

"فحش مواد میں عریاں موویز اور سونگز اور بولڈ ناولز شامل ہیں۔ کیا کبھی تم نے ان چیزوں کو دیکھا یا پڑھا؟"

فاتحہ نے نرمی سے پوچھا۔

"بولڈ موویز اور گانوں کا مان لیتی ہوں کیونکہ اس میں دکھایا جاتا ہے مگر بولڈ ناولز میں ایسا کچھ نہیں ہوتا جو برا ہو بلکہ میرے نزدیک ایسے ناولز ہر مرد کو پڑھنے چاہیے، کیونکہ یہ ناولز ہمیں محبت کرنا سیکھاتے ہیں۔ ان ناولز میں

ہر مرد اپنی بیوی سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔ اس کے لیے سب سے لڑتا ہے حتی کہ اپنے والدین سے بھی اور اگر استاد اس کی بیوی کو کچھ کہہ دے تو وہ سر توگئے (ہاتھ سے مرنے کی طرف اشارہ کیا) اور سب سے بڑھ کر اگر اپنی بیوی کو ڈانٹ دے تو خود کو بھی سزا دیتے ہیں۔اتنے مزے کے ناولز ہیں، چھوٹی سی معصوم سی لڑکی اور اس سے 7-15 سال تک بڑا لڑکا۔ ایسے ناولز پڑھنے کا بھی اپنا مزہ ہے۔"

مشعل تو نان سٹاپ بولنے لگی۔

اب میری بات سنو، تمہاری ہر بات کا جواب دیتی ہوں۔ سب سے پہلے تم نے کہا یہ ناولز ہمیں محبت " سیکھاتے ہیں۔ اس میں جو محبت ہے وہ پڑھنے والے کےلیے زنا کے مترادف ہے۔ اسلام میں نگاہ کی پاکیزگی اور خیالات کی حفاظت کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا"

(سورہ بنی اسرائیل: 32)

"زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت بُرا راستہ ہے۔"

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"زنا کے راستے آنکھ، کان، زبان، ہاتھ اور پاؤں سے شروع ہوتے ہیں۔"

(صحیح بخاری و مسلم)

یعنی:

آنکھ کا زنا: حرام چیز دیکھنا،

کان کا زنا: فحش بات سننا،

دل کا زنا: گناہ کا تصور کرنا،

urdunovelsblog

تو جب انسان بار بار ایسے مناظر پڑھتا ہے، تو وہ خواہشات بھڑکتی ہیں، جو زنا کے قریب کر دیتی ہیں، حتیٰ کہ بعض لوگ عملی گناہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ بولڈ ناول پڑھنا بظاہر گناہ نہ لگے، مگر یہ گناہ کی طرف کھلنے والا دروازہ ہے، اور اسلام میں دروازہ بھی بند کرنے کا حکم ہے۔

"اب تم ایک بات بتاؤ جب تم نے ابتدا میں ان چیزوں کا استعمال کیا تو کیا تمہارے ضمیر نے تمہیں منع کیا؟

فاتحہ نے دریافت کرنا چاہا۔

ابتداء میں کچھ عرصہ مجھے عجیب لگتا تھا اور کبھی کبھی لگتا تھا کہ میں غلط ہوں مگر پھر کبھی احساس ہی نہیں " "ہوا۔

مشعل نے اعتراف کیا۔

"تمہیں پتا بعد میں احساس کیوں نہیں ہوا؟"

فاتحہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو اس نے نہ میں سر ہلایا۔

جب ہم برا کام کرے تو ہمارا ضمیر ہمیں ملامت کرتا ہے لیکن ہم اگنور کرتے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ " جب انسان بار بار فحش یا بولڈ ناولز پڑھتا ہے، تو ساتھ عادات پختہ ہو جاتی ہیں تو ضمیر ملامت نہیں کرتا کیونکہ دل کی پاکیزگی ختم ہونے لگتی ہے۔

قرآن کہتا ہے :

"بل رانَ علی قلوبهم ما کانوا یکسبون"

یعنی: ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ چڑھ گیا۔ (سورۃ المطففین:14)

کا سبب بنتے ہیں۔ "روحانی زنگ" گناہوں کی طرف خیال لے جانے والے کام بھی

اس کے علاؤہ ان ناولز میں جو آپ کو رومانس لگتا وہ عورت کی عزت کو پامال کرنا ہے۔ ان میں مرد کو زبردستی عورت پر قابض ہونا سیکھایا جاتا ہے جبکہ اسلام نرمی کا حکم دیتا ہے۔ ان ناولز میں بے حیائی اس قدر ہے کہ عورت ذات کو تصور میں بے پردہ کیا جاتا ہے۔ ان میں غلاظت اس قدر بھری ہوتی ہے کہ یہ پڑھنے کی خواہشات کو بھڑکا دیتی ہے اور پھر معصوم زندگیاں ہوس کا نشان بن جاتی ہیں۔

دوسری بات جو تم نے کہی کہ والدین سے لڑتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟ ہم مسلمان ہیں۔ کیا ہمارا اسلام "والدین سے بدتمیزی کا حکم دیتا ہے؟

فاتحہ نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں"

مشعل نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

بالکل! والدین سے حسنِ سلوک (اچھا برتاؤ) قرآن و حدیث میں بار بار اور بہت تاکید کے ساتھ بیان ہوا ہے۔"

:سورہ بنی اسرائیل (17:23) میں فرمان الٰہی ہے

اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک " کرو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو ان سے اُف تک نہ کہو، نہ انہیں "جھڑکو، بلکہ نرمی سے بات کرو۔

:اس کے علاؤہ سورہ لقمان (31:14) میں ہے

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی نصیحت کی۔ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری " "جھیل کر اسے اُٹھایا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا۔

:سورہ انعام (6:151) میں بھی حسن سلوک کا حکم دیتے ہوئے کہا

urdunovelsblog

''اور والدین کے ساتھ احسان کرو، اور ان کو کسی طرح کی تکلیف نہ دو۔''

: صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے

تمہاری '' :نے فرمایاﷺ آپ ''سب سے زیادہ حسنِ سلوک کا مستحق کون ہے؟'' :سے پوچھا گیاﷺ نبی کریم''
پھر چوتھی بار ''تمہاری ماں۔'' :فرمایا ''پھر کون؟'' :پھر پوچھا ''تمہاری ماں۔'' :فرمایا ''پھر کون؟'' :پھر پوچھا ''ماں۔
''تمہارا باپ۔'' :فرمایا

:ترمذی میں حدیث نمبر 1900 میں ہے

''باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے، اب چاہو تو اسے ضائع کر لو، یا اس کی حفاظت کرو۔''

: صحیح مسلم میں روایت نمبر2551 ہے

اس شخص کی ناک خاک آلود ہو (یعنی وہ تباہ ہو جائے) جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا اور ان کی ''
''خدمت کر کے جنت نہ کما سکا۔

استاد کو بھی اجازت نہیں کہ وہ محترمہ کو کچھ کہہ سکیں؟ استاد تیسری بات: استاد کے ساتھ بدتمیزی کرنا، کیا
:نے فرمایاﷺ کا پیشہ بہت معتبر ہوتا ہے۔ نبی

''إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا''

''یقیناً مجھے معلم (استاد) بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 229)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ معلم یعنی استاد کا پیشہ پیغمبر کے پیشے کے برابر ہے کیونکہ وہ بھی ہمیں تعلیم دیتے ہیں۔ ایسے میں ان کا احترام کرنا ہم پر فرض ہے۔ حضرت علی رض کا قول ہے جس نے مجھے ایک لفظ بھی سکھایا، میں اس کا غلام ہوں۔ اب سوچیں استاد کی عزت فرض ہے یا ان کو برا بھلا کہنا۔ اس کے علاؤہ ان

urdunovelsblog

ناولز میں استاد اور سٹوڈنٹ میں افیئر دیکھا کر ان کے پاکیزہ رشتے کو پامال کیا جاتا ہے۔ شادی کرنا گناہ نہیں ہے مگر جس طرح ان کے رشتے کو پامال کیا جاتا ہے، وہ غلط ہے۔

آپ نے مزید کہا کہ اگر مرد اپنی بیوی کو تکلیف دے تو وہ خود کو سزا دیتا ہے۔ ایسا کرنا شرعاً حرام ہے۔ اور آخری بات کہ مرد کا بڑا یا چھوٹا ہونا معنی نہیں رکھتا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رض سے 15 سال چھوٹے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رض سے 44 سال بڑے تھے۔ یہ میں نہیں کہہ رہی بلکہ صحیح مسلم، کتاب النکاح میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں کہ ان کی عمر 6 سال تھی جب ان کا نکاح ہوا اور وہ 9 سال کی تھیں جب رخصتی ہوئی۔ ان کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لو سٹوری ہے اور یقین کرو ان ناولز کی سٹوریز سے کہیں زیادہ مزے کی ہے۔ مختصراً ان ناولز میں اسلامی حدود کو پامال کیا جاتا ہے۔ اگر ان کی جگہ اچھے ناولز پڑھے تو وہ ہمیں بیوی سے محبت کرنے کے علاوہ اخلاقیات بھی سیکھاتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کا بھی ذریعہ ہے۔"

فاتحہ نے وضاحت بیان کی۔

"تم سے ایک بات پوچھوں؟"

مشعل نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"!کیوں نہیں"

فاتحہ نے مسکراتے ہوئے کہا

"کیا بولڈ مواد صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں؟"

"ہاں بالکل! یہ صحت کےلیے مضر ہوتے ہیں۔ اگر ہم ذہنی صحت کی بات کریں تو مطالعہ ذہن پر گہری تاثیر رکھتا ہے۔ یہ مواد انسان میں چڑچڑا پن اور احساس محرومی پیدا کرتا ہے ۔ اس کے علاوہ یہ انسان میں جنسی

خواہشات کو بڑھاتا ہے کہ انسان کو طلب محسوس ہوتی ہے۔ ریپ کیسز اسی بنا پر ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو دوسرا فریق میسر نہ ہو تو دو لڑکے یا لڑکیاں آپس میں نا جائز تعلقات استوار کر لیتے ہیں۔"

"اگر ان کی عادات پڑ جائے تو کیا کریں؟"

مشعل نے جھجھکتے ہوئے سوال کیا۔

"بری عادات شہد کے چھتے کی طرح نہیں ہوتیں جو لگ جائیں تو فائدہ دیں بلکہ یہ دیمک کی مانند ہوتی ہیں، خاموشی سے انسان کی روح، کردار اور اخلاق کو چاٹ کر جاتی ہیں۔ اس لیے ان چیزوں سے بچو۔ عادت پڑ چکی ہے تو دیکھنا چھوڑ دو۔ کچھ عرصہ دل کا کھچاؤ محسوس ہوگا، تب بھی نہ دیکھو۔ یہ کھچاؤ گزرتے وقت کے ساتھ ختم ہو جائے گا۔ میری کلاس کا وقت ہو گیا ہے۔ میں چلتی ہوں اور تم گھر جا کر مزید ریسرچ کرنا۔"

فاتحہ نے اپنی چیزیں سمیٹتے ہوئے کہا اور بیگ اٹھا کر کلاس کی طرف بڑھی۔

گھر پہنچ کر مشعل نے بیگ ایک طرف رکھا اور سیدھا کمرے میں چلی آئی۔ وہ خاموشی سے کرسی پر آ بیٹھی، ذہن میں فاتحہ کی باتیں مسلسل گونج رہی تھیں۔ دل میں عجیب سی بے چینی تھی، جیسے سوالوں نے اسے اندر سے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہو۔

اس نے لیپ ٹاپ آن کیا، گوگل کھولا، اور اس نے فحش مواد کے متعلق ریسرچ کرنا شروع کی۔ اس نے گوگل بار پر لکھا:

"کیا رومنٹک ناولز پڑھنے اور موویز دیکھنا گناہ ہے؟"

اس نے پہلا آرٹیکل کھولا،

"واضح رہے کہ اگر ناول فحش کلام پر مشتمل ہو،اور اس میں جرائم کی تعلیم ، عشق و محبت اور ناجائز تعلقات فحش و اخلاق سوز باتوں کا سبب بنے اور منفی کردار کی طرف متوجہ کرے،اور ان ناولوں میں کی داستانیں ،اور

لگ کر اسے زندگی کا معمول بنالیا جائے ،اور اس میں اتنی مشغولیت اور دلچسپی لی جائے جس سے اصل ذمہ داریاں نماز و روزہ وغیرہ سے غافل ہوکر اپنی قیمتی اوقات ضائع کیے جائیں تو اس طرح ناولوں کا پڑھنا جائز نہیں ،تاہم اگر کسی ناول کا موضوع مفید نہ ہولیکن اسے پڑھنے کا مقصد صرف اس زبان میں مہارت اور ادبی افادیت ہو تو ایسے ناول کو پڑھنے کی گنجائش ہے۔قرآن پاک میں ہے:

". وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ"

[لقمان : 6]

ترجمہ:" اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ان باتوں کے خریدار بنتے ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی ہیں، تاکہ اللہ کی یاد سے بے سمجھے گمراہ کرے اور اس کی ہنسی اڑائے ، ایسے لوگوں کےلیے ذلت کا عذاب ہے۔"

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ لقمان ،ج: 6، ص: 96 ،ط: دار الکتب العلمیۃ)

پہلا ہی آرٹیکل جیسے زلزلہ بن کر اس کے اندر اتر گیا۔ ہر لفظ، ہر دلیل اس کی سوچوں کو جھنجھوڑنے لگا۔ اسے لگا جیسے کسی نے اس کی آنکھوں پر بندھی پٹی کھینچ دی ہو۔ اس نے یاد کرنا چاہا کہ آخری دفعہ اس نے کب نماز ادا کی؟ اسے لگا شاید چھ ماہ قبل۔ وہ پہلے کبھی کبھار نماز ادا کر لیتی تھی مگر بسام کے بعد اس نے اللہ کو چھوڑ ہی دیا تھا۔ اسے احساس ندامت نے آن گھیرا۔ اسے معلوم بھی نہ ہوا کب اس کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہوگئے۔ آج بہت عرصہ بعد اس نے اللہ کو یاد کیا تھا۔ آگے کچھ بھی دیکھنے کی اس میں سکت باقی نہ رہی اور اس نے موبائل رکھ دیا۔

اگلے دن جمعہ تھا، یونیورسٹی سے چھٹی تھی مگر مشعل کے دل و دماغ میں ایک لمحے کو بھی سکون نہ تھا۔ جیسے ہی گھر کے کاموں سے فراغت ملی، وہ کمرے میں آ کر بیٹھ گئی۔ خاموشی چھائی ہوئی تھی، اور اندر ایک اضطراب شور مچا رہا تھا۔اس نے موبائل اٹھایا اور گوگل پر سرچ بار میں ہاتھ کانپتے ہوئے لکھا: "فحش مواد کے ذہن اور صحت پر اثرات"

تھے۔ اسے پتا سامنے آئے، وہ چونکا دینے والے اسکرین پر کئی مضامین اور ویڈیوز نمودار ہوئیں۔ اس کے سامنے جو چلا کہ دنیا بھر میں ہر روز کروڑوں لوگ فحش مواد دیکھتے ہیں، جن میں بڑی تعداد نوجوانوں اور نوعمر بچوں کی ہے۔ بعض کی عمریں تو 12 سے 16 سال کے درمیان ہوتی ہیں۔ ان میں سے اکثر ایسے ہوتے ہیں جو کم عمری میں اس طرف راغب ہو جاتے ہیں، نا سمجھی میں، تجسس میں یا کسی کے بہکانے پر۔ کچھ ریسرچز کے مطابق یہ عادت انسان کے ریلیشن شپ، ازدواجی زندگی اور روحانی سکون کو بھی شدید متاثر کرتی ہے۔

اس نے مزید پڑھا کہ ماہرین لکھتے تھے کہ فحش مواد دیکھنے سے دماغ میں وہی تبدیلیاں آتی ہیں جو ہیروئن یا کوکین کے نشے سے ہوتی ہیں۔ یہ عادت انسان کے نیورونز کو متاثر کر کے یادداشت، سوچنے کی صلاحیت اور فیصلے کی طاقت کو کمزور کر دیتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق ایسے افراد میں ڈپریشن، اینزائٹی، تنہائی کا احساس اور خودکشی کے رجحانات کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ عادت انسان کو حقیقی رشتوں سے دور، تخیلات میں قید اور "خود سے بیزار کر دیتی ہے۔

یا میرے خدایا! اسے تو ہم معمولی سمجھتے ہیں اور یہ ہمیں کس حد تک پہنچا دیتی ہے۔ کوئی بھی چیز فحش مواد" سے بڑھ کر انسان کو برباد نہیں کرتی۔ یہ ساری تبدیلیاں مجھ میں بھی رونما ہوئیں اور مجھے پتا بھی نہیں چلا۔ فاتحہ صحیح کہتی ہے انسان کی اصلیت وہی ہے جو وہ چھپاتا ہے۔ مجھ سے میرے بہن بھائی موبائل مانگتے تو میں "انھیں نہیں دیتی تھی تاکہ وہ میری حقیقت نہ جان لیں۔ میں نے خود کو اپنے ہاتھوں سے برباد کیا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے اور دل فاتحہ سے ملنے کو بے چین تھا۔ وقت کے ساتھ حالات بدل چکے تھے۔ پہلے وہ بسام سے ملنے کو بےتاب رہتی تھی اور اب فاتحہ سے۔ زندگی میں کچھ نیا آنا تھا: ہاں ہدایت۔

مشعل یونیورسٹی کی بینچ پر تنہا بیٹھی تھی۔ اردگرد کا شور اس کے اندر کی خاموشی کو نہیں توڑ سکا۔ چہرے پر ندامت، آنکھوں میں نمی، اور لبوں پر مکمل سکوت تھا۔ وہ خود سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔

urdunovelsblog

اتنے میں فاتحہ آہستہ قدموں سے اس کے قریب آئی۔ کچھ لمحے اسے خاموشی سے دیکھتی رہی، پھر نرم لہجے میں بولی:

قرآن مجید کی سورۃ الشمس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : سورج کی قسم ! اور اس کی روشنی کی۔ اور چاند کی قسم ! " جب وہ اس کے پیچھے آئے۔ اور دن کی قسم ! جب وہ سورج کو نمایاں کرے۔ اور رات کی قسم ! جب وہ اس کو چھپائے۔ اور آسمان کی قسم ! اور جس نے اس کو بنایا۔ اور زمین کی قسم ! اور نفس کی قسم ! اور جس نے اس کو پھیلایا۔ ! اور جس نے اس کو دوست بنایا۔ پھر اس کو اس کے برے کام اور ان سے بچنے کا طریقہ سمجھا دیا۔ جس نے اپنے نفس کو گناہوں سے پاک کرلیا وہ کامیاب ہو گیا۔ اور جس نے اپنے نفس کو گناہوں سے آلودہ کر لیا وہ ناکام ہو گیا۔ (الشمس : ۱۰-۱)۔

اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کی قسم کھائی ہے : (۱) سورج (۲) چاند (۳) دن (۴) رات (۵) آسمان (۶) زمین (۷) نفس انسان، اور ان سات چیزوں کی قسم کھا کر یہ فرمایا : جس نے اپنے نفس "کو گناہوں سے پاک کر لیا وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے اپنے نفس کو گناہوں سے آلودہ کر لیا وہ ناکام ہو گیا۔

مشعل نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا مگر خاموش رہی۔ فاتحہ اس کے قریب بیٹھ گئی اور بات جاری رکھتے ہوئے کہا:

مشعل، کبھی کبھی انسان غلطی کر لیتا ہے--- مگر سچے دل سے پچھتاوا ہی اللہ کی طرف لوٹنے کا پہلا قدم ہوتا " "ہے۔

"کیا اللہ معاف کر دے گا؟"

اس نے نم آنکھوں سے پوچھا۔

اسی طرح جب دل میں ندامت کا چشمہ پھوٹتا ہے، تو اللہ کی جہاں پانی ہو، وہاں سبزہ اُگ ہی جاتا ہے--- "

"ندامت انسان کو ٹوٹنے نہیں دیتی، بلکہ اللہ کے قریب کر دیتی ہے۔ مغفرت کی بارش بھی برس جاتی ہے---

فاتحہ نے نرم لہجے میں کہا۔

"میں نے رات ایک آیت پڑھی جس میں اللہ نے کہا کہ وہ عذاب دے گا۔"

فاتحہ نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے اس سے پہلی اور بعد کی آیات پڑھیں؟"

فاتحہ نے نرمی سے استفسار کیا تو مشعل نے نہ میں سر ہلایا۔

"جب بھی اللہ تعالیٰ عذاب کا ذکر فرماتا ہے، تو ساتھ ہی اپنی رحمت کا دروازہ بھی کھلا رکھتا ہے۔ وہ نہ صرف ڈراتا ہے بلکہ سنبھلنے کا موقع بھی دیتا ہے، کیونکہ وہ رب ہے، عذاب سے پہلے بخشش کی امید جگانے والا۔"

فاتحہ نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا وہ معاف کر دے گا؟"

مشعل نے تجسس سے پوچھا۔

"اللہ تو خود کہتا ہے کہ وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے۔ تم بس سچے دل سے توبہ کرو، اس کے سامنے رو لو، وہ تمہیں اپنی رحمت سے ڈھانپ لے گا۔ بس نیت سچی ہو، دل جھکا ہو اور وعدہ ہو کہ دوبارہ غلطی نہیں کرو گی تو اللہ بخشنے میں دیر نہیں لگاتا، ہم ہی دیر پلٹنے میں کر دیتے ہیں۔"

فاتحہ نرمی سے مسکرائی اور محبت بھرے لہجے میں بولی۔

"کیا مجھے بھی اللہ سے معافی مل جائے گی؟ میں گناہ کرنے میں حد سے تجاویز کر گئی۔"

مشعل نے اشک بھری آنکھوں سے پوچھا۔

urdunovelsblog

جب اللہ سے معافی طلب کرو تو وہ انسان کے اعمال نہیں دیکھتا، وہ انسان کا دل دیکھتا ہے۔ اگر دل سے " توبہ سچی کی جائے تو قبول کی جاتی ہے۔ جب ہم کسی سے معافی طلب کرتے ہیں، تو دراصل ہم عہد کرتے "ہیں کہ یہ غلطی آخری بار ہوئی ہے آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔

فاتحہ نے نرمی سے سمجھایا۔

"اللہ سے معافی مانگنے کا طریقہ کیا ہے؟"

مشعل نے نظریں جھکا کر سوال کیا۔

"اللہ کے سامنے سجدہ کرو اور گناہوں سے توبہ کرو۔ ان چیزوں سے پرہیز کرو جن کو اللہ نے حرام کیا ہے۔"

فاتحہ نے آہستگی سے کہا۔

مشعل نے گھر آ کر نماز پڑھنے کی کوشش کی مگر ہر بار معافی نہ ملنے کا خوف حاوی ہو جاتا۔ بہت کوشش کے باوجود وہ ناکام ٹھہری۔ رات کی تاریکی گہری ہو رہی تھی۔ مشعل جس وقت گناہوں میں غرق ہوتی تھی، آج وہ اپنا محاسبہ کر رہی تھی۔ اس کے سارے گناہ اس کے سامنے کھلی کتاب کی طرح عیاں تھے۔ وہ ایسی تو نہ تھی جیسی وہ بن چکی تھی۔ آنکھوں سے بے تحاشا آنسو بہ رہے تھے، دل کانپ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں فاتحہ کی بات جگمگائی۔ تاخیر تو وہ کر رہی تھی۔ اگر وہ کوشش کرے تو اللہ کیوں معاف نہیں کرے گا؟ وہ اٹھی، وضو کیا اور جائے نماز بچھا کر نماز کی نیت باندھی۔ اللہ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے اس نے دل کی گہرائیوں سے توبہ کی۔ ہر گناہ پر ندامت، ہر کوتاہی پر پشیمانی، اور ہر کمزوری پر عاجزی کے آنسو اس کے چہرے سے گرتے رہے۔ وہ روتی رہی، مگر اس بار آنسو صرف درد کے نہیں، امید اور رحمت کے بھی تھے۔ اس کے دل کی روشنی جلنے لگی، ایک سکون، جو پہلے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ماضی کا گہرائیوں میں ایک نئی بوجھ اب نہیں اٹھایا جا سکتا، مگر مستقبل کی سمت خود بدل سکتی ہے۔ اس نے اپنے دل میں عہد کیا کہ اب

urdunovelsblog

کبھی بھی غلط راستہ اختیار نہیں کرے گی، چاہے حالات کیسے بھی ہوں۔ وہ اپنے رب کی رحمت پر پورا بھروسہ رکھتی تھی، کیونکہ اللہ کی رحمت بے پایاں ہے۔

:ایک ہفتہ بعد

میں نے مان لیا ہے کہ میں غلط تھی۔ مجھے لگتا رہا کہ میرے گھر والوں کا رویہ میرے ساتھ اچھا نہیں۔۔۔ "
لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ پچھلے ہفتے سے میں دیکھ رہی ہوں کہ اب وہ سب بدل چکا ہے۔
تم ٹھیک کہتی ہو۔۔۔ فحش مواد ہماری ذہن سازی کرتا ہے۔ یہ ہماری توقعات کو اس حد تک بڑھا دیتا ہے کہ ہم اصل زندگی کو بھول کر ایک خیالی دنیا میں کھو جاتے ہیں۔ ایک ایسی دنیا... جس کا وجود سرے سے ہے "ہی نہیں۔

یونیورسٹی کے وسیع میدان میں چہل قدمی کرتے ہوئے مشعل نے فاتحہ سے اپنی بدلتی سوچ کا اظہار کیا۔
مشعل بدل چکی تھی۔ اس کے سر سے ڈوپٹہ غائب ہوتا تھا مگر اب وہ عبایا پہننے لگی تھی۔ اِس کے علاؤہ اب اُس کا رویہ گھر میں سب کے ساتھ اچھا ہو رہا تھا، یہاں تک وہ اپنے بہن بھائی کو بذات خود موبائل استعمال کرنے کےلیے دیتی تھی۔ یقیناً جب ہدایت مل جائے تو انسان بدل جاتا ہے۔
گناہ انسان کو ویسا نہیں رہنے دیتا جیسا وہ ہوتا ہے۔ ہر گناہ انسان سے کچھ نہ کچھ چھین لیتا ہے۔۔۔ کبھی " سکون، کبھی عبادت کی لذت، کبھی شرافت اور کبھی عقل تک۔ آخر میں انسان خالی پن کا اسیر بن کر رہ جاتا "ہے۔

فاتحہ نے سامنے دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"شیطان اب بھی مجھے بہکاتا ہے اور میں بہت مشکل سے خود پر ضبط کرتی ہوں۔"

مشعل نے افسردہ لہجے میں کہا۔

"ہدایت ایک لمحے میں نہیں آ جاتی، یہ زندگی بھر کا سفر ہے۔ ایسا سفر جس میں انسان کبھی گرتا ہے اور کبھی سنبھل کر آگے بڑھتا ہے۔"

فاتحہ نے مدھم لہجے میں کہا۔

"فاتحہ! ہم گناہ کیوں کرتے ہیں؟"

اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی وہ کئی دن سے کوشش کر رہی تھی مگر اسے جواب نہیں مل رہا تھا۔

"ہر انسان کے پاس دو راستے ہوتے ہیں، ایک اللہ کی قربت حاصل کرنے کا اور دوسرا اللہ سے دور ہونے کا۔ جو اللہ نے قربت حاصل کرنے کے لیے نکل پڑے تو اللہ بھی اس کی مدد کرتا ہے۔ لیکن ہم کیا کرتے ہیں؟ ہم اپنا بہت سارا وقت موبائل چلانے، دوستوں کے ساتھ گپ شپ کرنے، شاپنگ کرنے اور دیگر کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں۔ دل کیا تو نماز پڑھ لی اور دل کیا تو چھوڑ دی۔ بس پھر شیطان بھکاتا ہے اور ہم بہک جاتے ہیں۔"

فاتحہ نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے کہا۔

ان دونوں سے کچھ فاصلے پر ایک گروہ کھڑا تھا۔ جو ان کی طرف ہی دیکھ رہا تھا مگر وہ دونوں سب سے بے نیاز اپنی گفتگو میں مشغول تھیں۔

"تم مانو یا نہ مانو وہ مشعل ہی ہے۔"

ایک لڑکی نے غصّے سے کہا۔

"بڑا بدلاؤ آگیا ہے۔ چلو میں مل کر آتا ہوں۔"

لڑکے نے اپنے دوستوں سے کہا اور سیٹی بجاتے ہوئے مشعل کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔

"ہم انسان کتنے احمق ہیں، اللہ ہدایت دیتا ہے تو عمل نہیں کرتے اور شیطان بہکاتا ہے تو بہک جاتے ہیں۔"

مشعل کی بات ابھی مکمل ہی ہوئی تھی کہ کسی نے اچانک پیچھے سے اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔ وہ جھٹکے سے پلٹی۔ نگاہیں جمی تو دل دہل گیا، وہی سنگ دل پھر اس کے سامنے کھڑا تھا۔ مگر اس بار مشعل کی آنکھوں میں کوئی کمزوری نہ تھی، کوئی محتاجی نہ تھی۔ایک لمحے کو فضا میں سنّاٹا چھا گیا۔ جیسے ہوا بھی رک گئی ہو۔ مشعل کے قدم جم گئے، لیکن دل میں ہمت کی چنگاری بھڑک اٹھی۔یونیورسٹی کے گراؤنڈ کی سبز گھاس پر دوپہر کی دھوپ بکھری تھی۔ اردگرد بیٹھے طلبہ اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھے، لیکن اچانک ایک آواز نے سب کچھ بدل دیا۔ مشعل نے پوری قوت سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور ایک بھرپور تھپڑ اس کے رخسار پر جڑ دیا۔آواز اتنی زوردار تھی کہ پورے گراؤنڈ میں گونج اٹھی۔ چند لمحوں کےلیے خاموشی چھا گئی۔ سب کی نظریں ان دونوں پر جم گئیں۔سنگ دل کے چہرے پر حیرت اور غصے کا ملا جلا تاثر تھا، جبکہ مشعل کے لب بھینچے ہوئے اور آنکھوں میں ایک عجیب سی روشنی تھی، روشنی اپنی طاقت پہچان لینے کی۔گراؤنڈ میں بیٹھی لڑکیاں ہلکی ہلکی سرگوشیاں کرنے لگیں، کچھ لڑکے چپ چاپ منظر دیکھتے رہ گئے۔ لیکن مشعل پہلی بار سب نگاہوں کی پرواہ کیے بغیر کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر خوف کے بجائے سکون اور وقار جھلک رہا تھا، جیسے برسوں کے بوجھ سے نجات مل گئی ہو۔

urdunovelsblog

"آئندہ میرا ہاتھ پکڑنے سے قبل ہزار بار سوچنا۔"

مشعل نے ضبط سے کہا۔ آج ڈیڑھ ماہ بعد لوٹا تھا اور ایک ماہ مسلسل مشعل نے اس کا انتظار کیا، اسے کالز، میسجز کیے مگر اس کی طرف سے خاموشی چھائی تھی۔ اب مشعل اسے چھوڑ کر اللہ کی طرف بڑھ رہی تھی تو وہ کیوں آیا؟

"تم نے اچھا نہیں کیا۔ اس کی بڑھائی تمہیں کرنی پڑے گی۔"

تذلیل پر دبے دبے غصّے میں کہا۔ بسام نے چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس

کنٹین سے نکلتی منتہا کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی کیونکہ وہ ایک لڑکی کی عزت درندے سے محفوظ رکھنے میں کامیاب رہی۔

''جب اللہ کا ڈر دل میں گھر کر جائے تو کم ظرفوں سے ڈر نہیں لگتا۔''

مشعل نے اعتماد سے کہا۔

اس کی بات پر فاتحہ دل کھول کر مسکرائی، وہ اللہ کی طرف دل کھولنے میں کامیاب ٹھہری۔

''تمہاری عزت برباد کر دوں گا۔''

بسام نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ "

مشعل نے مسکراتے ہوئے کہا اور چلی گئی۔

تمت بالخیر

urdunovelsblog